

صُحُفٌ مَّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتِبَ قِيمَتَانِ

بِاللَّهِ مُحَمَّدٌ هَرَّآں چیر کہ خاطر می خواست

آخر آمد ز پس پردهٔ تقدیر پدید

لغنی

— اردو ترجمہ —

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی ایشخ احمد سرسندی قدس سرہ

دفتر دوم ————— حصہ اول

— تصحیح و حواشی مقدمہ —

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب امام مسجد حضرت آغا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

— ناشر —

مدینہ پیشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی

۱۔ جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں۔

طبع اول ————— آگسٹ ایڈیشن ————— ۱۹۷۲ء

طابع و ناشر ————— مدینہ پیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

مطبع ————— مشہور آفس سٹریس کراچی

کاتب ————— سافٹ ویئر عنایت اللہ نقشبندی محمدی غوثیہ کالونی لاہور

تعداد ————— دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت —————

ملنے کا پتہ

مدینہ پیشنگ کمپنی - بندر روڈ کراچی (پاکستان)

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| | اس امر کا بیان کہ ان علوم والا اس ہزار سال کا مجتہد ہے | | تفاوت کا بیان اور خواجہ نقشبند قدس سرہ کے قول کی نقل کہ ہم نہایت گویا ہوتے ہیں درج کرتے ہیں۔ اور نقشبندیہ کے کمال کا بیان |
| ۳۸ | یہ معارف اعلاہ ولایت سے خارج نہیں اور باب ولایت علمائے کرام کی طرح ان کے اور کتب میں عاجز نہیں۔ اور یہ علوم انوار نبوت سے ملے گئے ہیں۔ جو الف ثانی کی تہذیب کے بعد الم | ۳۲ | وہ سیر جو افاق و انفس کی سیر کے بعد سیر آتی ہے۔ اقرینیت حق تعالیٰ میں سیر ہے۔ اس لئے کہ اس ذات تعالیٰ کا فعل خود ہم سے بھی ہمارے زیادہ نزدیک ہے |
| ۳۸ | مجتہد وہ ہوتا ہے۔ کہ ہر فیوض و برکات ہی اس مدت میں اُمت کو پہنچتی ہیں۔ اس کے واسطے سے پہنچتی ہیں۔ اگر انقلاب و اتنا دہوں یا اور کبراء و نجباء ہوں | ۳۲ | ولایت نفسی اور ولایت اصلی کے درمیان تفاوت کا بیان۔ اور صفت سکون میں علماء کا تہذیب اور اشعر کے اختلاف کا بیان۔ اور اس باب میں تحقیق حق |
| | مکتوب نمبر ۲ | ۳۳ | حق تعالیٰ کے فعل کے قدم و مدت کی تحقیق اور اس باب میں اختلاف کا بیان |
| ۳۹ | اس بیان میں کہ حق تعالیٰ کی صفات کے دو اعتبار ہیں۔ ۱۔ حصول فی انفسہ اور قیام بذات۔ ۲۔ اور دونوں اعتبار خارج میں متمیز ہیں | ۳۵ | اس امر کا بیان کہ وجوب وجود نسبت و انصاف ہے۔ پس یہ فعل میں پائی جاسکتی ہے اور اس سے متعلق سوال و جواب۔ اور اس باب میں معرفت شریعہ کا بیان۔ جو دین کی اس میں اور ذات و صفات کے علم کا خلاصہ ہے۔ جسے کسی نے بیان نہیں کیا |
| | مکتوب نمبر ۳ | | مکتوب نمبر ۳ |
| ۴۰ | بعض شبلیہ اسرار کے بیان میں۔ اور ہمارے پیغمبر کو کثرت ابراہیم علیہا الفضل و القیام کی اشباح کرنے کی وجہ کا بیان | ۳۶ | اس بیان میں کہ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین سے بعض صوفیہ نے قرار دیا ہے۔ فی الحقیقت علم الیقین کے تین حصوں میں سے دو جھٹکتے ہیں۔ اس کا ایک حصہ ابھی باقی ہے۔ اور |
| ۴۰ | یہ ہے کہ ولایت محمدی، ولایت ابراہیمی سے رنگین ہو جائے۔ اور اس ولایت کا شہنشاہت اس ولایت کے جمالی صامت سے مل جائے | | |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|--|
| ۴۱ | اس بلند ذات کا قرب و معیت اس بلند ذات کی طرح ہے چنانچہ وہ پہنچوں ہے۔ پس قرب و معیت کا جو معنی ہمارے عقل و فہم میں آتا ہے وہ ذات اس سے منزہ ہے۔ جس سے فریب مجسمہ میں قدم رکھنے کی نوبت آئے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ وہ بلند ذات ہمارے قریب اور ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن ہم قرب و معیت کا معنی نہیں جانتے کہ کیا ہے۔ | ۴۱ | میری پیدائش سے جو مقصود تھا ماسں ہو گیا اور ہزار سالہ مسئلہ اجابت کے مقام کو پہنچ گیا الْحُسْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مَسْلَمًا اَبْنِیْنَ اَبْنِیْنَ اَبْنِیْنَ اَبْنِیْنَ اَبْنِیْنَ اسے فرزند! اس معاملہ کے باوجود جو میری پیدائش کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ ایک دوسرا کارخانہ عظیم بھی میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے اس عالم رنگ و بو میں پیری مریدی کے لئے نہیں لایا گیا |
| ۴۲ | مکتوب نمبر ۹ کلمہ لا الہ الا اللہ کے فضائل کے بیان میں اور مقام تنزیہ کی قیقت اور اس کا بیان کر ایمان بالغیب اس وقت تحقیق ہوتا ہے۔ جب معاملہ اقرینت تک پہنچ جاتا ہے۔ پس جو کچھ ہم پر مکتوف ہوتا ہے۔ سب غیر حق ہے۔ ہماری تواشی جوئی چیز خواہ اہل حق سے ہم نے تواشی جو یا عقل و دہم سے۔ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں۔ | ۴۲ | مکتوب نمبر ۱۰ مواجب چنگاڑہ عیدیت، محبت، محبت اور کشتا کے بیان میں اور ان سے اوپر مرتبہ اور ان میں سے ہر ایک مرتبہ کی الگ الگ پیغمبروں کے ساتھ خصوصیت |
| ۴۳ | مکتوب نمبر ۱۱ اس بیان میں کہ جو لاہور میں ہوتا ہے۔ شائبہ خلایت کے لیے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس خہور کے جو فوق عرش ہوتا ہے۔ اور سب قاب اپنی خبایت کو پہنچتا ہے۔ تو عرش کے افراد سے روشنی اخذ کرتا ہے۔ | ۴۳ | مقام رضا سے اوپر خاتم المرسل کے سوا کسی کا قدم نہیں جاسکتا مدیث۔ باری تعالیٰ وَفَّقَ الْاَمْرَ دَیْنًا عَلَّیْمًا وَ اَمَّا اَنْتَ الْاَمْرَ جَانِزٌ ہے کہ اس مقام میں جو مقام رضا سے اوپر ہے۔ خادموں میں سے کسی خادم کو علیل طور پر اس بارگاہ کا حرم کر دیں۔ اور غیر انبیاء کی انبیاء پر افضلیت کا رافع و ہم |
| ۴۴ | مکتوب نمبر ۱۲ افضال خواص کے ایمان غیب اور عوام کے ایمان غیب اور ایمان متوسلین کے درمیان فرق | ۴۴ | مکتوب نمبر ۱۳ |
| ۴۵ | مکتوب نمبر ۱۴ | ۴۵ | مکتوب نمبر ۱۵ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۵۵ | اور اس کی وسالت | ۵۰ | میں ہے۔ قلب عارف کے ایک گوشے میں رکھ دیں تو بھی عارف فرائض اور کشادگی قلب کے سبب اس کا کچھ احساس نہیں ہوتا۔ اور شیخ مجید کا اس قول پر استدلال اور حضرت شیخ محمد قدس سرہ کی اس باب میں تحقیق |
| ۵۶ | قلب انسان کی عرشِ عظیم کے ساتھ ثابت کابین۔ اور اس لحد کی قلبی کا عرش کی قلبی سے بڑا جانتا چاہیے کہ ظہور عرش اگرچہ شائد علیت سے مبرا ہے۔ لیکن اس بگد صفات کے ساتھ | ۵۱ | مکتوب نمبر ۱۱ فوق عرش ظہور کے کچھ خصائص کے بیان میں۔ اور اللہ فوراً سموات والارض الخ کے منفی تا وہی کابین۔ اور انسان کے بعض کمالات اور جزمِ ارضی کے فضائل کا بیان |
| ۵۷ | بلی ہوئی ہیں الخ | ۵۲ | نور و چہرہ ہے۔ جس سے اشیاء روشن ہوتی ہیں۔ سارے آسمان اور زمین حق تعالیٰ کے ساتھ روشن ہیں۔ کیونکہ ذات سبحانہ نے انہیں خلقاتِ عدم سے باہر نکالا ہے۔ |
| ۵۸ | انسان میں دو ایسی چیزیں باقی ہیں۔ جو عرش میں موجود نہیں ہیں۔ اور عالم گیر کے لئے بھی آج سے حصہ نہیں۔ خصائص انسانی کے متعلق کئی لئے کہ اس کا معاملہ الخ | ۵۳ | ظہور جامع عرشى مشاہدات و معانیات اور ملکات کی منتہی ہے الخ |
| ۵۹ | انسان کامل کے احدیت مجرورہ کا مظہر ہونے کا بیان | ۵۴ | اس امر کا بیان کہ ظہور عرشى میں صفات ذات کا حجاب نہیں ہیں۔ اور اس کی ایک مثال سے وضاحت۔ اور یہ کہ آخرت میں ذات مع جميع صفات ہوسوں کو دکھائی دے گی نہ کہ صرف ذات |
| ۶۰ | مکتوب نمبر ۱۲ اس بیان میں کہ ملک اگرچہ اس کا مشابہ کرتا ہے۔ اور انسان کا شہود و انفس کے آئینوں میں ہے۔ لیکن اس دولت کو انسان میں کالجورہ بنایا گیا اور اس کے ساتھ بقا عطا کی گئی ہے۔ | | یہ بات جان لے کہ ظہور عرشى و ہم میں مثلاً کہ حضرت حق سبحانہ فوق العرش قرار پذیر ہے اور یہ کہ ملک ان اور حجب اس کے لئے ثابت ہو |
| | انسان کو یہ دولت بجز وادھنی کے واسطے سے پیشہ ہوئی ہے۔ اور قلب جو عرش اللہ ہے۔ جس ملک کی بدولت ہے جو کل کا جامع ہے | | |
| | مکتوب نمبر ۱۳ اس بیان میں کہ علمائے خواہر اور صوفیاء اور اور علمائے ماسنین ہر ایک کا کیا حصہ ہے۔ | | |
| | مکتوب نمبر ۱۴ | | |

| صفحہ | مضغون | صفحہ | مضغون |
|------|--|------|--|
| ۶۱ | اس استفسار کے جواب میں کہ صاحب منصب صاحب علم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور جو اس استفسار کے خلاف اللہ اور بقا باللہ اس وقت تک لاتھ نہیں آتا اور اپنے احوال پر عدم اطلاع کے کے متعلق استفسار | ۶۱ | اس استفسار کے جواب میں کہ صاحب منصب صاحب علم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور جو اس استفسار کے خلاف اللہ اور بقا باللہ اس وقت تک لاتھ نہیں آتا اور اپنے احوال پر عدم اطلاع کے کے متعلق استفسار |
| ۶۱ | مکتوب نمبر ۱۵ | ۶۱ | مکتوب نمبر ۱۵ |
| ۶۲ | اس خلیفہ کی مذمت میں جس نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین کا نام ترک کر دیا تھا۔ | ۶۲ | اس خلیفہ کی مذمت میں جس نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین کا نام ترک کر دیا تھا۔ |
| ۶۲ | مکتوب نمبر ۱۶ | ۶۲ | مکتوب نمبر ۱۶ |
| ۶۳ | بزرگ صغریٰ کے جواب کے بیان میں اور مرگب طاعون کی فضیلت اور کفن مصغون کا بیان اور کفن پر جواب نامہ لکھنے کا حکم۔ اور قیص کی بیگم پر ازہر کی حد کرنا اور سنتوں میں بدلہ مل پڑنے کا حکم دینا | ۶۳ | بزرگ صغریٰ کے جواب کے بیان میں اور مرگب طاعون کی فضیلت اور کفن مصغون کا بیان اور کفن پر جواب نامہ لکھنے کا حکم۔ اور قیص کی بیگم پر ازہر کی حد کرنا اور سنتوں میں بدلہ مل پڑنے کا حکم دینا |
| ۶۳ | مکتوب نمبر ۱۷ | ۶۳ | مکتوب نمبر ۱۷ |
| ۶۴ | اس بیان میں کہ حدیث لا یستحق الا میں لفظ قلب سے مراد گوشت کی بوٹی ہے نہ حقیقت جامعہ تمام مطلقاً بوٹی مراد نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ سلوک، جذبہ، تمکین قلب اور اطمینان نفس کے بعد حیثیت و صدائی پیدا کر چکا ہے۔ اور حقیقت جامعہ پر گوشت کی اس بوٹی کی کئی طرح فضیلت، اور اس امر کا بیان کہ گوشت کی اس بوٹی کے لئے یہ تمام کمالات، مقام قیام قوسین میں حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس کا اذنی کا معاملہ اس سے بھی ور ہے۔ اور قلب کے اطلاقات کا بیان | ۶۴ | اس بیان میں کہ حدیث لا یستحق الا میں لفظ قلب سے مراد گوشت کی بوٹی ہے نہ حقیقت جامعہ تمام مطلقاً بوٹی مراد نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ سلوک، جذبہ، تمکین قلب اور اطمینان نفس کے بعد حیثیت و صدائی پیدا کر چکا ہے۔ اور حقیقت جامعہ پر گوشت کی اس بوٹی کی کئی طرح فضیلت، اور اس امر کا بیان کہ گوشت کی اس بوٹی کے لئے یہ تمام کمالات، مقام قیام قوسین میں حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس کا اذنی کا معاملہ اس سے بھی ور ہے۔ اور قلب کے اطلاقات کا بیان |
| ۶۴ | سوال :- حدیث تدمی سے تو اس قلب کی وسعت سمجھیں آتی ہے۔ اور تو اسے تنگ کہتا ہے۔ اور اس تنگی کا جواب | ۶۴ | سوال :- حدیث تدمی سے تو اس قلب کی وسعت سمجھیں آتی ہے۔ اور تو اسے تنگ کہتا ہے۔ اور اس تنگی کا جواب |
| ۶۵ | اس میں کہ علمائے صاحبین، مؤلفہ اور | ۶۵ | اس میں کہ علمائے صاحبین، مؤلفہ اور |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۸۲ | اس بیان میں کہ عمدہ کام اتہاب سنت ۱۱ بدعت سے اہتمام ہے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کو دوسرے مسائل پر فضیلت صاحب شریعت کی اتہاب اور عزیمت پر عمل کے واسطے ہے۔ اور اس طریقہ نقشبندیہ کی صرح و ثنا حضرت حق تعالیٰ سلسلے وقت کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ کسی بدعت کو حسن نہ کہیں اور کسی بدعت کے کرنے کا فتویٰ نہ دیں۔ اگرچہ یہ بدعت مسیح کی روحانی کی طرح چمکتی ہوئی نظر آئے۔ | ۴۵ | سوال ۱۰۔ شایان فضیلت حقیقت جامعہ ہے جو عالم امر سے ہے۔ مٹھنے جو عالم خلق سے ہے۔ اور عناصر سے مرکب ہے۔ یہ فضیلت کہاں سے پائی۔ جواب عالم خلق کو عالم امر پر فضیلت اسے بڑا اور ۱۱۔ ارباب ولایت کا اہتمام علوم و معارف کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا سوال ۱۰۔ یہ مستغیب فیضی قلب الہی کے شرف سے مشرف ہو گیا۔ تو بیچینی اور اضطراب کیوں ہوتا ہے۔ جواب ظہور اگرچہ اہمیت چاہتا ہے ۱۱۔ |
| ۸۳ | مکتوب نمبر ۲۴ | ۴۶ | قلب کے ان دو اطلاق میں فرق کرنے والی دہرہ میں سے پہنچ و بکا بیان |
| ۸۸ | اس آرزو کے جواب میں تمام ذرات میں شہادہ بہاں لایزال نظر آئے مکتوب نمبر ۲۵ | ۴۸ | اسے بڑا اور ۱۱۔ اس منصف کو گوشت کا ٹکڑا ذہنیاں کرنا۔ بلکہ یہ ایک فیض جو ہے۔ |
| ۸۸ | اس بیان میں کہ برہمن جو موافقت شریعت اور کیا مالے ذکر میں داخل ہے۔ اگرچہ خرید و فروخت ہی ہو مکتوب نمبر ۲۶ | ۴۹ | اور اگر کوئی ناقص یہ کہے کہ انسان ان اجزاء مشروع سے مرکب ہے تو میں کہوں گا مکتوب نمبر ۲۲ |
| ۸۹ | اس بیان میں کہ ذکر کی یقین الہ و بے کی تعلیم کی طرح، چھوٹے ہوتے ہیں۔ مکتوب نمبر ۲۷ | ۵۰ | حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فیض سرمد شریف کے شہر کا اکثر بلاد پر کئی قسم کی فضیلتیں رکھتا۔ اور ایک فی کا مشاہدہ کرنا۔ کہ کسی صفت اور شان کی گرو نے اس راہ کی بڑی ہی نہیں پائی۔ اور وہ زمین کچھ عرصہ بعد عمدہ مزادہ گاں خواجہ محمد سادق قدس سرہ کا روضہ مقدسہ بن گیا۔ |
| ۹۰ | جلد ثانی کے مکتوب اول میں، جو شیخ عبدالعزیز کے نام لکھا گیا ہے۔ اس سے متعلق شیخ موصوف کی تفسیلات کے جواب میں سوال ۱۰۔ اگر تعالیٰ ملکات کو سورہ علیہ میں | ۵۱ | مکتوب نمبر ۲۳ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۹۳ | مولانا نظام الدین خاموش سے ملاض جوئے تو چاہا کران کی نسبت سب کر لیں۔ اس کا جواب مکتوب نمبر ۲۹ | ۹۱ | عدالت ہیں۔ جو اعدا و صفات ہیں تو ان عدالت کا مسئلہ ذات واجب ہیں لازم آتا ہے۔ اس مسئلہ کا جواب جواب ۱۶ |
| ۹۴ | اس بیان میں کہ اس دنیا میں بہترین سامان مزین و غنم ہے اور اس دسترخوان کی گوار ترین نعمتیں آرام و مسائب ہیں مکتوب نمبر ۳۰ | ۹۱ | سوال۔ حقائق ممکنات چاہیے کہ جو دی ہو نہ عدلی جواب ان وجود و ثبوت علمی رکھتی ہیں |
| ۹۵ | دو سوالوں کے جواب میں ایک نسبت رابطہ (تقدیر شیعہ) اختیار کرنے کے بیان میں اور دوسرے مشغولی لاحق جوئے کے بیان میں گرد و ہیزوں میں فتور لاحق نہ ہو ایک مقابلت بکثرت دوسرے محبت اور افلاس اپنے شیخ کے ساتھ۔ تو ہزاروں کہہ توں اور فطرتوں کے طاری ہونے سے بھی کچھ فکر نہیں مکتوب نمبر ۳۱ | ۹۱ | سوال ۱۔ انبیاء و اولیاء اور تمام افراد انسانی جو ممکنات سے ہیں۔ اگر ان کی حقیقتیں عطا ہوئے تو شوق و کرامت اس ذمہ علیہ سے زائل اور معدوم ہو جائیگی جواب کیوں سبب اور معدوم ہوگی |
| ۹۶ | دعنا و فیعت میں مکتوب نمبر ۳۲ | ۹۲ | سوال ۲۔ اجمالی بات کو کسی اختراعی بات سے رد نہیں کیا جاسکتا بعد اوست کے اختراعی مقولہ کا جواب ہم جانتے ہیں مکتوب نمبر ۳۸ |
| ۹۶ | جمعیت باطن کے متعلق شکایت کے بیان میں مکتوب نمبر ۳۳ | ۹۲ | مولانا محمد صادق کشمیری کے استفسارات کے جواب میں پہلا استفسار۔ حق تعالیٰ کی درایت کاملہ و پیرا مکتوب نمبر ۳۹ کے صفات کا اصل بھی اس پر تعلق رکھتا دیتا ہے |
| ۹۸ | اس بیان میں کہ محبوب کی شعی انعام و تکلیف ہر نظر میں محبت کی نگاہ محبوب ہی ہوتی ہے۔ بلکہ اذیت اور تکلیف محبت میں امتداد کرتی ہے۔ اور حد کی شکل پر فضیلت سوال ۱۔ تو نے بعض کتب بات میں لکھا ہے | ۹۳ | استفسار دوم۔ بابا آجبر نے فرمایا کہ جب بنو ازل کو اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی مٹی گوندہ رہا تھا میں اس مٹی میں پانی ڈال رہا تھا۔ اس قول کی کیا تاویل ہوگی۔ اس کا جواب استفسار سوم۔ کہ جب خواجه علاؤ الدین |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|--|
| ۱۱۸ | حضرت طلحہ و زبیر کے فضائل اور ان پرست دریغ طعن | ۱۱۲ | رافضیوں کے طعن کا رد۔ جو وہ ابوہریرہ پر کرتے ہیں۔ اور قتیقہ کا رد، جس کے دو قائل ہیں |
| ۱۱۸ | صحابہ کرام پر جو کلام بدین ہیں۔ اعتراض کرنے سے ڈرنا اور خوف و ہراس | | دوسرے مقام پر ہے۔ کہ اہل سنت صحابہ کے مشائرت و ملاقاتی جھگڑوں کو نیک معافی پر محمول کرتے ہیں۔ اور مخالفین حضرت امیر کے ساتھ جھگڑنے، واہوں کو کافر کہتے ہیں۔ |
| ۱۱۹ | امام ابو یوسف کے سلسلے و رجحان پر پہنچنے کے بعد امام ابو حنیفہ کی تقلید چھاپے۔ درست یہ ہے کہ وہ اپنی رائے کی تقلید کرے | ۱۱۵ | جاننا چاہیے کہ یہ بات لازم نہیں کہ حضرت بلعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اختلافی امور میں حق پر ہوں۔ اور ان کے مخالفین خطا پر |
| ۱۲۰ | صحابہ کرام نے اجتہاد ہی انور میں حضور علیہ الصلوة والسلام سے خلافت کیا ہے۔ اور زمانہ تزواری وہی کے باوجود ان کے خلافت کرنے پر مذمت نہیں آئی۔ | ۱۱۶ | قاضی شریح نے امام سن کی شہادت نسبت بموت کے واسطے کیا پر منظور نہ کی اور بیٹے کی باپ کے حق میں شہادت جائز قرار نہ دی |
| ۱۲۰ | اس اختلاف کا بیان چراغ سرور کی مرضی موت میں قبر طلاس لانے میں رو نہا ہوا۔ اور اس کی تحقیق اور اس باب میں حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کا جواب | ۱۱۶ | حضرت صدیق مجتہد مقبول رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں رافضیوں کی لعن و تشنیع کی حماقت کا بیان |
| ۱۲۱ | سوال۔ حضرت فاروق نے اس وقت فرمایا أخبرنا عن اس سے کیا مراد ہے جواب حضرت فاروق نے شاید اس وقت سمجھا ہو کہ یہ کلام اہل مواہل۔ جب کہ احکام اجتہاد یہ ہیں خطا کے احتمال کی گنجائش ہے تو چراغ سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہونے والے تمام احکام شرعیہ میں وقتی کیسے ہو سکتا ہے جواب احکام اجتہاد یہ دوسرے وقت میں انہ | ۱۱۶ | اس سے پہلے فقیر کا طریقہ یہ تھا۔ کہ اگر ایمان ثواب کے سلسلے کھانا پکاتا تھا۔ تو اس کا ثواب اکھا کی روحانیت کے ساتھ مخصوص رکھتا تھا اگر کوئی شخص امیر کی محبت استغلا لا اور بلا واسطہ رکھے تو وہ بحث سے خارج ہے۔ ایسا شخص یہ چاہتا ہے کہ ہرگز کے واسطہ کے بغیر راستہ اختیار کرے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھو کر صلی کی طرف آجائے اور یہ بات عین کفر اور زندہ ہے۔ |
| ۱۲۲ | خاتمہ مکتوب۔ تمام اہلیت کی حرج سرائی میں دشمنی | ۱۱۶ | |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۳۳ | مکتوب نمبر ۳۱ اس بیان میں کہ مکتوب نہایت انبیاء میں ایک ایسا مرتبہ سامنے آتا ہے۔ کہ اس مقام کا بروقت تمام دوسرے احکام سے کئی گنا زیادہ مکمل دیتا ہے | ۱۲۴ | مکتوب نمبر ۳۰ مکتوب کے فضائل میں معلوم نہیں کہ کوئی آرزو اس کے سوا باقی ہوگی گوشت میں ملک بیچ کر کھڑے رہنے کے تکرار سے متعلقہ اور مکتوبہ جو۔ لیکن کیا کیا جائے کہ تمام آرزو میں پوری نہیں ہوتی |
| ۱۳۲ | مکتوب نمبر ۳۲ سوفیہ کے سیر کو آفاق دانش میں انحصار کے بیان میں اور ان دو سیروں میں تخلیق اور تجلیہ کا اثبات اور حضرت محمد و حدس سترہ کا اس معنی سے روکنا اور منہ کرنا اور نہایت انہماک کو دانش و آفاق سے باہر ثابت کرنا | ۱۲۹ | مکتوب نمبر ۳۸ اس بیان میں کہ اہل اللہ کے داخل کو دنیا کیساتھ دانی برابر تعلق نہیں ہوتا۔ اگرچہ ظاہر آسباب دنیا کیساتھ پرگندہ نظر آتے ہیں |
| ۱۳۱ | جب سالک تصبیح سنت کے بعد الخ اگرچہ سیر آفاق پوری کرچکا ہو اور اس مقام میں بعض حضورات کے اعتبار کا بیان اور عالم مثال میں برہنہ کے مسئلے ایک فور قرار دینا اور برہنہ کی اضافی کی حکومت اور سیر آفاق کا حاصل | ۱۳۰ | مکتوب نمبر ۳۹ اصحاب یمن اور اصحاب شمال اور سابقین کے حالات کے بیان میں۔ جنہوں نے ایک قلم شمال پر۔ اور دوسرے یمن پر لکھا ہوا ہے اور سبقت کا آئینہ میرزا اصل کی طرف سے لکھے ہیں۔ |
| ۱۳۰ | سوفیہ کے نزدیک سیر انفسی اور سیر فی اللہ اور باقی بائند کا بیان اور سیر انفسی کی وجہ تفسیر اور سیر جمعی اور سیر فی الاشیاء کا بیان اور اس مقام کی تحقیق اور اس کلام کی تصبیح اور اس طرف اشارہ کر یہ اطلاقات فیض پر گراں ہیں | ۱۲۸ | سابقین بالاصلاح انبیاء و کس۔ اور تابع ہونے کی حیثیت سے جن کو بھی اس وقت سے مشرف کر تھی۔ یہ دولت بیشتر انبیاء و کرام کے اکابر اصحاب میں پائی جاتی ہے۔ اور قلیل طور پر غیر اصحاب میں بھی تحقیق ہے۔ اور فی الحقیقت یہ شخص بھی جو وہ اصحاب میں شمار کمالات عزت سے ملے ہے |
| ۱۲۹ | یہ ہے در باب ولایت کے سیر و سلوک کا حاصل اور ان کے کمال و تکمیل کا سترہ جامعہ اور اس باب میں فیض پر بعض نفیس ملامتوں سے جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے اور جس پر طے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسے سپرد قلم | ۱۲۷ | مکتوب نمبر ۴۰ اس بیان میں کہ پردوں کا چھٹا شہود کے عقائد سے ہے جو دو کے اعتبار سے نہیں |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۳۰ | سوال ۱۔ اس صورت میں شلج باطل پر ہوں گے اور بنی ان کے مکشوف و مشہود کے مالک ہوگا۔ جواب باطل اس صورت میں ہے۔ جبکہ وہ کوئی درست عمل نہ لکھتا ہو۔ | ۱۳۷ | مکتبہ ہے۔ اگر بہن اکابر کے حقوق بھی اپنے ذمے درم ہوتا ہوں۔ کیونکہ ان کا تربیت یافتہ ہوں۔ لیکن حاجہ جعفری کے حقوق ان سب کے حقوق سے خالی ہیں۔ اور وہ تعالیٰ ہے چوں وہ بے جگہ ہیں۔ پس آفاق و انفس سے گزارنا چاہیئے۔ اور اس ذات شہداء کو انفس و آفاق کے بارے میں تلاش کرنا چاہیئے |
| ۱۳۱ | لحاظ رہیں علماء ان کی حقیقت سے کیا پاسکتے ہیں۔ اور مخالفت دوسری کے سوا اعلیٰ کچھ نہیں شاخ نے یہ پرکھا ہے۔ کہ سیر آفاقی میں تمام تمدانی و تمدنی پر اسے اٹھ جاتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک یہ قول محذوف ہے بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوا ہے۔ | ۱۳۷ | جواب کار و بار ہے۔ اگر اپنے مکشوفات و تقنیہ بیان کرتا ہوں جو ان کے مکشوفات کے موافق نہیں تو کوئی میری بات پر اعتبار نہیں کرے گا اور اگر بیان میں کرتا تو ختمہ باطل میں انتہاس کا مرتکب ہوں گا۔ اس لئے جو کچھ حق ہے ضرور ظاہر کرتا ہوں |
| ۱۳۱ | اور وہ طریق جس پر بیٹے کے ساتھ اس فقیر کو مشرف کیا گیا ہے۔ ایسا درست ہے جو مذہب و مسلک کا جامع ہے۔ | ۱۳۸ | دوسروں کی مخالفت سے نہ ڈرنے کا یہن اور اس کی وجہ کا اظہار۔ اور یہ کہ صحت احوال کی علامت یہ ہے۔ لکھال پر حصول یقین ہو اور شلج کے مقصد احوال کی تفصیل پر اطلاع کا بیان۔ اور مصارف توفیق اتحاد، اتحاد، اتحاد اور ضربیں اور بزرگوں کے اسماء اور ان کی نعمتوں کا اقرار |
| ۱۳۱ | اس امر کا بیان کریں طریقہ نقشبندیہ شرع و مکتوب تک پہنچاتا ہے اور انبیاء کی شان و سبب جانا چاہیئے کہ میرے سچ اور قسم خدا میرے راضی و عین کے وسیلے میں نے اس راہ میں آنکھ کھولی ہے۔ انہوں نے موقوفہ طہارت اور بلند حجت کے باعث ابتدا سے طہارت سیر انفس کو قرار دیا ہے۔ اور سیر آفاقی کو اس کے ضمن میں لے کرتے ہیں۔ اور ان حضرات کا قول کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے اوپر ہے | ۱۳۸ | علماء کا مسئلہ توفیق میں شلج کے ساتھ اتحاد فکر و استدلال کے راستے سے ہے۔ |
| ۱۳۲ | ابن اللہ قادیان کے بعد ہو کچھ دیکھتے ہیں۔ اپنے اند دیکھتے ہیں اور جو کچھ پہنچتے ہیں۔ اپنے | ۱۳۹ | اور اس فقیر کا اعتقاد کشف و شہود کی راہ سے علماء ان امور کے پیش کے خالی ہیں اور فقیر بشرط عبور ان کے حق کا قائل ہے۔ اور شیخ مولا مولانا کے اعتقاد کا بیان |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۱۲۶ | ایسے بے جیسے کہ کوئی خواب یا واقعہ کے اندر عالم نشان میں اپنے آپ کو بادشاہ دیکھے | ۱۲۲ | اندر چھپاتے ہیں۔ ان کی حیرت ان کے اپنے وجود میں ہوتی ہے |
| ۱۲۶ | میں پھر میں کہ میرا نفس میں اسما و صفات و ابھی کا غمور سا ملک کے آئینہ میں جو کیا گیا ہے۔ | ۱۲۳ | جانتا چاہیے کہ حقیقت کی نفی کرنا اور چہرے اور غیرت کا متنی ہونا امر دیگر۔ اور حضرت خواجہ بزرگ لاقول کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا |
| ۱۲۶ | فی الحقیقت وہ غمور اسما و صفات کا نہیں۔ بلکہ غل کا غمور ہے | ۱۲۳ | اور وہ جو میں نے کہا ہے کہ ولایت کے لئے ہندو سلوک اور آفاق و انفس کے باہر قدم رکھنے |
| ۱۲۶ | اس بیان سے لازم آیا کہ پھر ستن غلطی پرستوں پر قدم ہے۔ ان اس سے اتصال گستن کے | ۱۲۳ | کی جگہ نہیں کیونکہ یہ ارکان اور ملکات نبوت کے میلوی ہیں۔ کہ ولایت کے ہاتھ اس بلند درخت تک |
| ۱۲۶ | حصول کے بعد ہے۔ پس مشائخ میں سے جنہوں نے پرستوں کو مقدم رکھا ہے۔ | ۱۲۳ | نہیں سکتے |
| ۱۲۶ | شیخ ابو سعید خواف اس مقام میں متوقف ہے پہنچنے وہ کہتا ہے تو جب تک میں چھوٹے گا نہیں پائے | ۱۲۳ | تجلی برقی کے مقام اور ان ہندوؤں کے لئے |
| ۱۲۶ | لا۔ اور جب تک نہیں پائے گا چھوٹے گا نہیں۔ | ۱۲۳ | اس کے وہام کا بیان۔ اور اس سے فوق کے معاملہ |
| ۱۲۶ | میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں پہلے کیا ہے۔ | ۱۲۳ | کا بیان اور اس کا بیان کہ ان بزرگوں کی ہدایت جذب اور محبت ایسی ہے اور جب کسی صاحب دولت کو غلبہ |
| ۱۲۶ | مکتوب نمبر ۲۲ | ۱۲۳ | محبت خداوندی ملے اور کمال محبت کی علامت کمال طریقہ سے شریعت کی بجا آوری ہے |
| ۱۲۶ | حضرت چشماں کے قول میں کہ اس ہار گاہ میں ذوق یافتہ ہے یافتہ نہیں اور اندماج الہیہ فی | ۱۲۳ | میر و سلوک اور ہندو تہذیب سے مقصود نفس کی اخلاق روتہ اور اوصاف رفیعیہ سے تعبیر ہے |
| ۱۲۶ | البدایہ کی حقیقت اور اس طریقہ کی دوسرے طریقوں پر افضلیت کا بیان | ۱۲۳ | کہ ان تمام اوصاف رفیعیہ میں ہر تر صفت انفس کے ساتھ گر قرار دی ہے |
| ۱۲۶ | سوال ۱۔ جب کہ متنبی کے لئے یافتہ مطلوب مسترا لگی تو ذوق یافتہ سے بے نصیب ہے۔ تو | ۱۲۳ | پس میرا نفس طرودی ہے۔ اور میرا آفاق |
| ۱۲۶ | اُس نے ذوق یافتہ کہاں سے پایا۔ جواب۔ | ۱۲۳ | اس کے ضمن میں مسترا آفاق ہے |
| ۱۲۶ | دولت یافتہ خواجہ کے احوال بالحق کے احوال کیساتھ | ۱۲۳ | جانتا چاہیے کہ انفس کے احوال کو جو آفاق کے شیعوں میں مشاہد کرتے ہیں۔ اس کی مثال |
| ۱۲۶ | اس طرح نسبت رکھتے ہیں۔ جس طرح چوں کی | ۱۲۳ | |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۵۲ | جواب محبت آثار الخ | ۱۴۹ | نسبت بے چوں کے ساتھ |
| ۱۵۲ | حسین بن منصور کے قول انما حق کی مراد کا بیان | | یہ بزرگ ابتداء میں انتہاء کی پاشنی و مدح کر |
| | ہیں اس تحقیق سے لازم آیا کہ صوفیہ کے نزدیک | | دیتے ہیں۔ اور نہایت کا کچھ پر تو جہندی رشید |
| ۱۵۲ | اشیاء غیبات حق ہیں نہ عین حق | | کے باطن میں ڈال دیتے ہیں۔ اور قدم اول میں |
| | ہیں اشیاء حق سے ہیں حق نہیں ہیں لہذا جہد است | | ہی جو کچھ وہ اپنے پاس رکھتے ہیں مریہ کے حوصلہ |
| | کامنی جہد است و مست ہوگا | ۱۵۰ | کے مطابق اُسے عطا فرماتے ہیں |
| | سوال۔ صوفیہ اشیاء کو غیبات کہنے کے ساتھ ساتھ | | اس طریق کے جہدی کی دوسرے طریقوں |
| | معدوم غائبی جانتے ہیں۔ اور غائبی میں موجود صرف | | کے متبی حضرات کے ساتھ مساوات کے شبہ کا |
| | ایک ذات حق کو مانتے ہیں۔ اور عطاء اشیاء کو موجود | | ازالہ |
| | غائبیہ کہتے ہیں۔ پس دونوں کے درمیان نزاع معنوی | | اس طریق کے متبی اور دوسرے طریقوں کے |
| | نہایت ہوگی جواب صوفیہ اگر عالم کو معدوم غائبی | ۱۵۰ | متبی حضرات کے درمیان فرق کا بیان |
| | جانتے ہیں الخ | | دوسرے سلاسل کے تشعب لوگوں کے |
| ۱۵۲ | غریب صوفیہ اور مذہب صوفیہ کے درمیان | | قول کا جواب کہ بہادی نہایت حق کے ساتھ دوسوں |
| ۱۵۲ | فرق کا بیان | | ہے۔ اسے تم اپنی ہدایت کہتے ہو تو حق سے آگے |
| | سوال ۱۔ صوفیہ کو جو وجود وہی ثابت کرتے | ۱۵۱ | کہاں جاؤ گے |
| | ہیں۔ اس سے ان کا مستغنیہ یہ ہے کہ یہ وجود ثبات | | مکتوب نمبر ۲۲ |
| | و استقرار کے باوجود نفس الامری نہیں ہے۔ اس کا | ۱۵۲ | وحدت الوجود سے متعلق ایک استفسار |
| | صرف وہم میں وجود ہے۔ اور خیالی نمود کے ہوا اس | | کے جواب میں اور اسے علوم شریعہ کے ساتھ |
| | کا کچھ حصہ نہیں۔ اور عطاء اشیاء کو نہایت حق میں موجود | | مطابقت کرنے اور اس قول کے معنی میں "اذا |
| | ہیں۔ وہ نفس امری کے ساتھ لہذا نزاع اس میں بھی باقی | | أَحَبَّ إِلَهُ سُبْحَانَهُ حَبْدًا لَا لَيْفَ لَئِنْ تَرَكْتُكَ ذَنْبًا |
| ۱۵۵ | ہے۔ جواب وجود وہی اور نمود خیالی الخ | | سوال ۱۔ |
| | سوال ۱۔ | | صوفیہ وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اور علماء |
| | جب تمام اشیاء کا وجود نفس الامری ہوا تو فرق | | اُسے کفر اور زندقہ جانتے ہیں۔ اور دونوں فرقہ |
| | آیا کہ نفس الامری میں متعدد موجودات ہوں اور نفس امر | | تاہید میں سے ہیں اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔ |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|--|------|---|
| ۱۶۰ | واجب کی طرف راجع ہوتا ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ ذات ممکن عین ذات واجب ہو۔ جواب ہاں ہر ایک کا اشارہ ۱۶۰ | ۱۵۵ | میں ایک جو محمد بن ہرودہ یہ قول وحدت وجود کے منافی ہے۔ جواب دونوں نفس امری نہیں وحدت وجود وہی اور تعدد وجود بھی ۱۵۵ |
| ۱۶۱ | سوال۔ ممکن کا ذات واجب کیسا قیام مستلزم قیام حوادث کو ذات واجب کے ساتھ اور یہ امر متفق ہے۔ جواب واجب کے ساتھ قیام حوادث کا امتناع یعنی علل حوادث ہے۔ ذات واجب تعالیٰ میں ادنیٰ محال ہے | ۱۵۶ | سوال۔ جب دم کا ذوال تمام دم کرنے والوں سے تقسیم کر لیا جائے۔ تو وجود وہی کس طرح ثابت ہوگا۔ جواب ۱۔ یہ وہی وجود ضمن اشتراح دم سے حاصل نہیں ہوا ۱۵۶ |
| ۱۶۱ | سوال۔ جب کہ ممکن مکمل طور پر عرض ہے تو اس کے لئے عمل کا ہونا ضروری ہے۔ جس کے ساتھ وہ قائم ہو۔ وہ عمل کیا چیز ہے ذات واجب تو ہے نہیں۔ اسی طرح متفق بھی اس کا عمل نہیں ہوا سکتا۔ اس کا جواب ۱۶۱ | ۱۵۷ | بازر چندستان میں شہدہ دوزں کا قضا اور قاضی ہلال الدین کا حضرت مجدد الف ثانی قدس برتر کے والدہ ماجد سے سوال کرنا کہ نفس الامر میں وحدت ہے یا کثرت ۱۵۷ |
| ۱۶۱ | ممكن کے واجب کیسا قیام کے سلسلے میں دو قسمیں۔ بغیر اس کے کہ واجب ممکن کا عمل ہے۔ نظام معزلی نے سارے عالم کو اعراف مانا ہے۔ اور جو مرتے غالی گمان کیا ہے۔ اور صاحب فتوحات مکیہ نے عالم کو اعراف مجتہد عین والد میں جانا ہے۔ اور دوزوں میں اس کے عدم بقا کا حکم لگایا ہے۔ اور اس فقر کے نزدیک یہ معادہ شہودی ہے و ہودی نہیں۔ | ۱۵۸ | بیان معنی۔ اِذَا أَحْبَبْتُ اللَّهَ حُبُّكَ لَا يَكْفِيكَ ذَنْبٌ ۱۵۸ |
| ۱۶۲ | تجدد و امثال اور ان کے کوئی گناہ نہ کرنے کا بیان مکتوب نمبر ۲۶ | ۱۵۹ | مکتوب نمبر ۲۵ |
| ۱۶۳ | نکیر طبع کے فضائل میں بحر طریقت، حقیقت | ۱۶۰ | اس بیان میں کہ عالم تمام کا تمام اسماء و صفات واجب کی علو کا ہے۔ بغلاف ممکن کی ذات کے کیونکہ وہ مکمل طور پر اس سے ہے نسبت ہے اور تمام کا تمام عرض ہے۔ |
| | | | سوال۔ اس تئیں سے معلوم ہوتا ہے ذات ممکن عین ذات واجب ہے۔ اور ممکن واجب کے ساتھ متحد ہے۔ ادنیٰ محال ہے۔ کیونکہ |
| | | | قلب مخالف کو مستلزم ہے جواب ذات ممکن ۱۶۰ |
| | | | سوال۔ جب کہ ہر ایک کا اشارہ غلطانہ سے اپنی ذات کی طرف ہوتا ہے۔ اور وہ ذات |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۶۶ | راہ علم سے نجات تک پہنچانے کے اس معاملہ کا بیان جو طریقت، حقیقت اور شریعت سے وراو ہے | ۱۶۵ | اور شریعت کو متفقین ہے، اور اس بیان میں کہ ولایت کے کمالات کی نبوت کے کمالات کے سامنے کمزورتی نہیں اور یہ کہ ولایت کو شریعت سے چارہ نہیں اور یہ کہ تمام پر ہمیشہ شریعت کا مظہر رہا ہے، وہاں بھی اس معاملہ کا اقرار |
| ۱۶۷ | سوال :- اس بیان سے لازم آیا کہ کمالات نبوت میں بھی باطن حق کے ساتھ اور ظاہر غلق کیساتھ ہوتا ہے اور تو نے اپنے مکتوبات و رسائل میں لکھا ہے کہ مقام نبوت میں رُخ مخلوق کی طرف ہوتا ہے اس کا جواب اس مقام کی تحقیق | ۱۶۵ | ولایت کے کمالات اس کلمہ کے جزو اول کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کلمہ کا جزو اخیر شریعت کا مختل اور اسے ممکن کرنے والا ہے |
| ۱۶۷ | ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قریب اور محیط ہے اور عالم کے ساتھ ہے۔ لیکن ہم اس کے قریب و محیط اور میت کی کیفیت کو نہیں جانتے کہ کس طرح ہے | ۱۶۴ | میں نے اس کلمہ کے جزو اخیر کو سمجھ نہ پایا کہ نہ پایا کہ جزو اول اس کے سامنے ایک قطرہ دکھائی دیا۔ اور ایک جماعت کچھ جہنمی کے باعث ولایت کو نبوت سے افضل بنانا ہے |
| ۱۶۸ | مکتوب نمبر ۳۷ | ۱۶۴ | مخلوق کی طرف انبیاء کی توجہ ہدایت اور ارشاد کی خاطر ہے نہ کہ نفس کیلئے۔ اور یہ توجہ اس توجہ سے بہت افضل ہے جو اپنے نفس کیلئے حق کی طرف ہو |
| ۱۶۹ | نصیرت اور تنبیہ میں | ۱۶۴ | بعض اوقات ذکر و تہنیت ہوتا ہے۔ اور ذکر غفلت و دور کرنے سے مہارت ہے۔ جس طرح بھی جس کو لے اور امر کا بھالانا اور نواہی شریعت سے چھٹا سب و گرمیں داخل ہے اور بیان فرق اس ذکر کے دو میان جو اسم اور صفت سے واقع ہوتا ہے اور اس کے دو میان جو دامر کی بجا آوری اور نواہی سے بچنے کی صورت میں ہوتا ہے |
| ۱۷۰ | مکتوب نمبر ۳۸ | ۱۶۵ | حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ مولانا زین الدین |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۳۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۰ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۱ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۲ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۳ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۴ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۵ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۶ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۷ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۸ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۴۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۰ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۱ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۲ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۳ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۴ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۵ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۶ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۷ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۸ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۵۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۰ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۱ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۲ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۳ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۴ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۵ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۶ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۷ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۸ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۶۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۰ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۱ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۲ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۳ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۴ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۵ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۶ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۷ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۸ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۷۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۰ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۱ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۲ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۳ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۴ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۵ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۶ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۷ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۸ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۸۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۰ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۱ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۲ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۳ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۴ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۵ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۶ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۷ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۸ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۹۹ | | |
| ۱۷۱ | مکتوب نمبر ۱۰۰ | | |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---|------|---|
| ۱۷۶ | سے کلمات ولایت اور کلمات نبوت میں فرق مضمون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیطان کے آقا کامیاب اور اس امر کا بیان کہ جس طرح شیطان | ۱۷۳ | کے بغیر پارہ نہیں اور ممکن قلب، اطمینان نفس اور اجزاء کے قالب کے اعتدال کا بیان |
| ۱۷۶ | آفاق میں ہے نفس میں بھی ہے۔ اور یہ اطمینان اجزاء کے قالب میں اعتدال کے بعد ہوتا ہے حوالہ۔ جب قالب کے اجزاء بھی صدر اعتدال پر آجاتے ہیں۔ اور اطمینان و سرکشی سے بڑھتا ہے۔ تو پھر ان کے ساتھ ہدایت کی صورت ہوتی ہے اور نفس و مطلقہ کی طرح ان سے جہاد و مرتضیٰ جو ہوتا ہے اس کا جواب | ۱۷۳ | صورت شریعت کا معنی اور جو اس مقام میں مستحق ہے وہ ایمان اور اعمال کی صورت ہے نہ ان کی حقیقت اور اس امر کا بیان کہ جنت کی بھی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت اور صورت شریعت کے نتائج کا بیان۔ اور ولایت عامہ اور خاصہ کا بیان مقام طریقت، قفا و بقا اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کا بیان اور اطمینان نفس کا مقام اور اس کا کفر اور انکار سے واپس آنا اور اپنے مولائے راجی ہونا اور قوم کے نزدیک جلا کر سے سراوا اور ٹھہرنا صاحب کے نزدیک اس کے مراد معنی |
| ۱۷۶ | یہاں کوئی شخص لفظی ذکر سے اور نہ کہے کہ اس مقام میں صورت شریعت اور اس کی حقیقت سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔ اور احکام شریعت کے بھلائے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کے تمام میں ہم کہیں گے | ۱۷۳ | قالب کے ساتھ ہمیشہ پیدا کرنے کا بیان اور اسے باقی رکھنے کے فوائد اور اسلام حقیقی کا مقام اور حقیقت اعمال |
| ۱۷۶ | | ۱۷۶ | ہامتا پایہ کے شریعت کی صورت و حقیقت میں فرق نفس کی صورت سے ہے۔ اور ہم کی حیثیت |

تَمَّتْ فَهْرَسْتُ مَكْتُوباتٍ — وَفَتْرَ دَوْمَ حَمَلٍ اَوَّلِ
وَحَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَكُوْرَ عَرْشِهِ مُحَمَّدًا
وَالِيَهُ وَصَّيْهِ اَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ

الرَّاحِمِينَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ وَآلِیُّہٗ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اُردو ترجمہ مکتوبات امام ربانی قدس بترو دفتر دوم — حصہ اول

اللہ ہی کے نکلے ہوئے ہے شمار ایسی حدود و تعریف جو طیب ہو۔ اور جس میں برکت اور میں پر برکت ہو اور ایسی حد جو ہمارے رب تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہو۔ اور اہل و اقوام صلوٰۃ و سلام اس کے حبیب حضرت محمدؐ اور آپ کی آلؑ، آپ کے اصحاب اور آپ کے اہل بیتؑ اور آپ کے کامل وارثوں اور تمام جماعت کی پیروی کرنے والوں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ممالک و مہربان پر جو ان کی بندگی شان اور

مرتبہ کے لائق ہو

امثال عامہ ۱۔ یہ دو مکتوبات ہیں۔ جو علوم و فہم، معارف و حبیب، اسرار و لطیفہ اور دقائق و شریفہ پر مشتمل ہیں۔ موقوف ہیں سے کوئی عارف بھی ایسے مضامین نہیں لکھ سکا۔ اور نہ ہی اولیاء میں سے کسی ولی نے ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یہ علوم و معارف انوار نبوت کے سینہ سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اور یہ بلند بہتت واسطے امام علماء و راہنہ کے پیشوا، پیغمبروں کی بزرگیوں سے مشرف۔ ولایت اصلی کے صاحب۔ اسرار الہی کے مخزن۔ قرآنی مشابہات کی اریکیوں کو جاننے والے۔ رحمانی نشانوں میں سے ایک حبیب نشانہ مجد و الف ثانی۔ ہمارے شیخ اور ہمارے امام شیخ احمد غامدی کے مکتوبات ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ جہاں والوں کے سروں پر آپ کی سلامتی کو تادیر قائم رکھے۔

جب مکتوبات کی جلد اول تین سو تیرہ مکتوب کے عدد کو پہنچی تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ و سلمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جلد کو اسی عدد پر ختم کر دیں کہ یہ عدد پیغمبران مرتل صلوات اللہ تعالیٰ علیہم و علیہم کے عدد کے موافق ہے۔ نیز اہل بدر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عدد کے موافق ہے۔ تبرکاً اور تینا اسی عدد پر جلد اول کو ختم کیا گیا۔ اس کے بعد دوسرے مکتوبات قدسی آیات جو صادر ہوئے۔ معارف آگاہ، حقائق و مشاہد، مظہر فیض الہی، مظہر اسرار الاقناب، مظہر ہری و باطنی علوم کے جامع، حضرت مخدوم زادہ،

شیخ محمد الدین خواجہ رحمہ اللہ تعالیٰ انہیں سالم اور باقی رکھے اور انہیں اپنی تمناؤں کی ضایت تک پہنچائے
اس بات کے باعث ہو سکے کہ یہ بعد میں صادر ہونے والے مکتوبات بھی جمع ہوں۔ چنانچہ آپ کے اشارہ شریفین
کے موافق اس درگاہ کا کترین خاکروب اللہ خالق کائنات کے بندوں میں سے کترین بندہ عبدالملی بن خواجہ چاکر
حصہ دی (اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشتے اور اس کے عیوب کو چھپائے اور اس کے خاتمہ کو اچھا کرے)
ان مکتوبات کے جمع کرنے کے درپے ہوا۔ اور اللہ ہی توفیق عطا کرنے والا اور اسی پر سبروسہ ہے۔

مکتوب نمبر ۱

شیخ عبدالمعز بن ہودری کی طرف سے صادر فرمایا

مسند وحدت وجود میں شیخ محی الدین ابن عربی قدس سترہ کے مذہب کی تقریر کے بیان۔ نیز اس

مسند میں حضرت محمد صالح ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک

تفصیل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے امکان کو وجود کا شیش بنایا
اور عدم کو وجود کا مظہر قرار دیا۔ وجوب اور وجود اگرچہ اس ذات سبحانہ کے لئے دو صفت کمال میں تاہم وہ بلند
ذات ان دونوں سے ویرا ہے۔ بلکہ تمام اسماء اور صفات اور تمام شیون اور اعتبارات اور ملحوظات و ملحوظات اور
بروز (ظاہر ہونا) و مکون (پوشیدہ ہونا) تعلیقات و ملحوظات اور مبرلی ہوتی اور جدا چیز اور مشابہات و مکاشفات
سے اور ہر محسوس اور معقول چیز اور ہر موجود اور متعین سے بھی ویرا ہے۔ پس وہ سبحانہ و تعالیٰ ویرا اور ویرا
ہے۔ پھر ویرا ویرا، پھر ویرا ویرا ہے۔

کہ باحقا بود ہم آشیانہ

چہ گوئیم تا تو از مرغے نشاند

ز مرغ میں بود آن نام ہم گم

تو حقا بہت نام سے پیش مردم

و کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات قدس کی جناب تک نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ تمام حمدوں کی ضایت

سے میں تجھے اس پرندے کا نشان کیا بتاؤں جو مشابہ ہم آشیانہ ہو

سے حقا کا کم دیکھ لو کہ نام تو معلوم ہے۔ لیکن میرے ہر نام سے کلام بھی معلوم نہیں۔

اس کی عزت کے پردوں سے بچے ہی رہتی ہے۔ تو وہ خود ہی اپنی ذات کی ثنا کر سکتا ہے۔ اور اپنی ذات کی حمد خود اپنی ذات سے ہی کر سکتا ہے۔ پس وہ سبحانہ و تعالیٰ خود ہی حمد کرنے والا ہے اور حمد کیا جاتا ہے۔ اور اس کا ماسوا یا مقصد حمد کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیوں عاجز نہ ہو۔ حالانکہ اس سبحانہ کی حمد سے وہ ہستی بھی عاجز ہی ہو قیامت کے روز لواء الحمد کو اٹھائے گی۔ اور آدم اور سب لوگ اس جہنم کے نیچے ہوں گے اور یہ ہستی ظہور میں تمام مخلوق سے افضل اور اکمل ہے اور مرتبے میں سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور کمال میں سب سے زیادہ جامع اور جہاں میں سب سے بڑھ کر اور حسن و جمال کا اور حسن و کمال کا چاند ہونے میں سب سے مکمل تر ہے اور قدر میں سب سے اونچی اور بزرگی اور شرف میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اور عین کے لحاظ سے سب سے مضبوط تر اور قدرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ عادل۔ سب میں سب سے باعزت، نسب میں سب سے اشرف، خاندان میں سب سے مشہور تر، اگر وہ ہستی نہ ہوتی۔ تو اللہ سبحانہ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور بہتیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اور وہ ہستی اس وقت نبوت سے سرفراز ہو چکی تھی۔ جب آدم پانی اور مٹی کی شکل میں تھے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو وہ ہستی نبیوں کا امام اور خطیب اور صاحب شفاعت ہوگی وہ ہستی جس نے ارشاد فرمایا ہم سب سے آخر میں لیکن قیامت میں سب سے آگے ہونگے۔ اور میں بغیر فخر کے یہ بات کہتا ہوں اور میں اللہ کا حبیب ہوں اور نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا اور جب لوگ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور جب لوگوں پر خاموشی اور سکوت چھایا ہوگا۔ تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب لوگ روک سٹے جائیں گے تو میں ان کی شفاعت کروں گا۔ اور جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں انہیں خوشخبری دوں گا۔ عزت اور بزرگی اور ہر چیز کی چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

لے اور قائد کا دست و انہم نرسم
ایں بسکہ رسد نہ دور بائیکہ برسم

اللہ سبحانہ کی رحمت اور اس کی تسلیمات اور بلند ذات کے فیض کے تحفے اور برکتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور آپ کے بھائیوں یعنی تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام مقرب فرشتوں پر اور تمام اہل طاعت پر وہ صلوة و سلام اور وہ تحفے اور برکتیں جن کے آپ اہل نبیوں اور جن کے وہ اہل امین، نازل ہوتے ہیں جب تک آپ کا ذکر کرنے والے آپ کے ذکر میں مشغول رہیں اور جب تک غفلت والے آپ کے ذکر سے

لے میں ہاتھ ہوں کہ جس قافلے میں رہے۔ میں اس میں نہیں پہنچ سکتا۔ میں کافی ہے کہ وہ سے ٹکی کی آواز پہنچتی رہے۔

غافل رہیں۔

حمد و صلوة اور تبلیغ دعوات و ارسال تحیات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی جو اس فقیر کے نام لکھا تھا۔ انوری۔ اعترفی شیخ محمد طاہر نے پہنچایا۔ اور خوش وقت کیا۔ یہ مکتوب چونکہ ارباب کشف و شہود کے متعلق و معارف پر مشتمل تھا۔ فرحت پر فرحت کا موجب ہوا۔ اللہ سبحانہ تمہیں جزا و خیر عطا فرمائے۔ یہ فقیر بھی آپ کے صحیفے کی موافقت میں اس بلندہ گروہ کے ذوق و شوق کی باتیں درمیان میں لاتے ہوئے چند کلمے لکھ کر آپ کی دردمسری کا باعث بنتا ہے۔

مقدمہ محترم یہ بات آپ کے علم شریف میں ہے کہ وجود ہر چیز و کمال کا مبداء ہے اور عدم ہر نقص و شرارت اور زوال کا منشاء ہے۔ پس وجوب واجب تعالیٰ جن سلطانہ کے لئے ثابت ہے۔ اور عدم ممکن کا حتم۔ تاکہ ہر خیر و کمال واجب تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور ہر طرح کا شر و نقص ممکن سے منسوب ہو۔ ممکن کے لئے وجود ثابت کرنا اور خیر و کمال کو اس سے منسوب کرنا فی الحقیقت ممکن کو متحقق جن سلطانہ کی جملہ ادرکات میں شریک کرنا ہے۔ اور اسی طرح ممکن کو عین واجب تعالیٰ کے لئے شائبہ کہنا نیز ممکن کی صفات اور افعال کو اس بلند ذات کی صفات و افعال کا عین قرار دینا سوم ادب اور کجروی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات میں ایک کہنے چار ادب کش کی جو نقص اور خبث ذوق سے داغدار ہے کہ خیال ہے کہ اپنے آپ کو سلطان عظیم الشان کا عین جانے جو خیرات و کمالات کا منشاء ہے اور اپنی بُری صفات اور افعال کو اس کی بہترین صفات و افعال کا عین ہونے کا وہم کرے۔ علمائے خواہر نے ممکن کے لئے وجود ثابت کیا ہے۔ اور واجب تعالیٰ کے وجود اور ممکن کے وجود کو مطلق وجود کے افراد میں سے شمار کیا ہے۔ غایت مافی الہاب کلی مشکک کے طور پر واجب تعالیٰ کے وجود کو ممکنات کے وجود سے اولیٰ اور قدم کہا ہے۔ اور یہ معنی ممکن کے واجب کے ان کمالات و فضائل میں جو اس کے وجود سے پیدا ہوئے ہیں۔ میں شریک کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بہت ہی بلند ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

”اَللّٰهُ يَتَوَكَّلُ عَلَىٰ مَا يَشَاءُ اِنْ يَشَاءُ اَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ“

اگر علمائے خواہر اس باریکی سے آگاہ ہو جائے تو ہرگز ممکن کے لئے وجود ثابت نہ ماننے۔ اور جو خیر و کمال خدا نے حق و علا سے مخصوص ہے۔ وجود کی خصوصیت کے اعتبار سے ممکن کے لئے اس کا اثبات نہ کرتے۔

مے مسلم شریف حدیث الدبر مردی اللہ تعالیٰ علیہ۔ حدیث کے باقی الفاظ یہ ہیں ”فمن لم يضمن و احداً من عباده و خلقه النار“ تو جو جو سے ان دونوں میں سے ایک کو بھی چھینے گا۔ نہیں اسکو آگ میں ۱۶ اہل کا۔

مَرْبَا لَا تُؤْخَذُ نَائِنٌ قَيْثًا أَوْ أَخْلَانًا
اُسے چھلے سے پروردگار! اگر ہم بول جائیں یا خفا کر
جیشیں تو ہمیں نہ پکڑنا۔
آج کل کے

اور اکثر صوفیہ خاص کر ان کے متاخرین ممکن کو عین واجب مانتے ہیں اور ممکن کی صفات و افعال کو واجب تسلط کی صفات و افعال کا عین گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

جسایہ رہنشین ہمراہ دوست
و روتی گدا و افسانہ شہرہ دوست
و صانع فریق و نہانہ خانہ
بائے ہمدوست ثم باندہ ہمدوست

اگرچہ ان بزرگوں نے وجود کو شریک کرنے سے گریز کیا ہے۔ اور دوتی سے دور بھاگے ہیں۔ لیکن غیر وجود کو وجود سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور قائلوں کو کمالات کہہ دیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کسی بھی شئی کی ذات میں شرارت اور نفس نہیں ہے۔ اگرچہ تو صرف نہیں اور اسانی ہے۔ زہر قاتل بھی انسان کی نسبت سے زہر قاتل ہے۔ کہ اس کی زندگی ختم کرتا ہے۔ لیکن اس باندہ کی نسبت آبِ حیات ہے جس میں یہ زہر پیدا ہوتا ہے اور اس کے غلط تریاق نافع ہے۔

اس بارے میں ان بزرگوں کا عقائد اور پیشا ان کا کشف و شہود ہے۔ ان بزرگوں پر جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہی ان کے علم میں آیا ہے۔ اسے اللہ ہمیں چیزوں کی حقیقتیں اس اصل حالت میں دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔

اس باب میں جو کچھ اس فقیر نے ظاہر کیا گیا ہے یہ فقیر اسے تفصیل سے ظاہر کرتا ہے۔ پہلے شیخ علی الدین ابن عربی جو متاخرین صوفیہ کا امام اور پیشوا ہے۔ کا اس مسئلے میں مذہب بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد جو کچھ اس فقیر نے ظاہر کیا گیا ہے۔ تحریر میں آتا ہے۔ تاکہ دونوں مذہبوں کے درمیان مکمل طریقہ سے فرق معلوم ہو جائے اور باہمی اور خفا کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ خلط و خلط نہ ہو۔

شیخ علی الدین اور اس کے پیروکار فرماتے ہیں۔ کہ باری تعالیٰ جن وعلاء کے اسماء و صفات ذات واجب تعالیٰ و تقدس کا بھی عین ہیں۔ ایک دوسرے کا بھی عین ہیں۔ پس اس مقام میں کسی بھی اسم اور نشان کے اعتقاد سے تعدد و کثرت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تمایز اور تباہی ہے۔ غایت مافی الہاب یہ ہے کہ ان اسماء و صفات اور شیعوں و معتبرات نے حضرت علم میں تمایز اور تباہی اجمالاً اور تفصیلاً پیدا کیا ہے۔ اگر اجمالی تمیز ہے تو اسے تعین اول سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اگر تفصیلی تمیز ہے تو اس کا نام تعین ثانی ہے۔ تعین اول کا نام

سب ہمایہ اور حقیقتیں اور ساتھی سب وہی (خدا) ہے۔ گدا کر کی گودھی اور شاہی لباس میں بھی وہی (خدا) ہے۔ فرق کی باتیں اور نہاں خانہ جمع سب ہیں اللہ کی قسم وہی ہے پھر اللہ کی قسم وہی ہے۔

وحدت رکھتے ہیں۔ اور اسے حقیقت ٹھہری جانتے ہیں۔ اور تعین ثانی کو واحدیت کہتے ہیں۔ اور تمام ممکنات کے متعلق گمان کرتے ہیں۔ اور ان حقائق ممکنات کو اعیان ثابتہ جانتے ہیں۔ اور ان دو علمی تعینوں یعنی وحدت اور واحدیت کو مرتبہ وجوب میں ثابت کرتے ہیں۔

یہ حضرات کہتے ہیں۔ کہ ان اعیان ثابتہ نے وجود خارجی کی کو بھی نہیں پائی۔ اور خارج میں احدیت مجرورہ کے سوا کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ اور یہ کثرت جو خارج میں دکھائی دیتی ہے۔ اعیان ثابتہ کا عکس ہے۔ جو ظاہر وجود جس کے سوا خارج میں کچھ موجود نہیں ہے کے شیشوں میں منعکس ہوا ہے۔ اور خیالی وجود پیدا کیا ہے۔ جس طرح ایک شمس کی صورت آئینے میں منعکس ہو۔ اور اس شیشے میں خیالی وجود پیدا کرے۔ اس عکس کا وجود صرف خیال میں ثابت ہے۔ اور آئینے میں کسی شئی نے علول نہیں کیا ہے۔ اور اس شیشے میں کوئی پیر، منقش نہیں ہوئی۔ اگر استعاش ہے تو صرف خیال میں ہے۔ جو شیشے کی سطح پر دم میں آتا ہے۔ اور یہ خیالی اور وحشی شے خداوند جل سلطانہ کے فعل سے پیدا ہوئی۔ جو درست اور ٹھیک شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ دم اور خیال کے زوال سے نائل نہیں ہوتی۔ آخرت کا داعی اور ابدی ثواب و عذاب اسی پر مرتب ہوتا ہے۔ یہ کثرت جو خارج میں دکھائی دیتی ہے۔ تین قسم پر منقسم ہے۔ قسم اول تعین روحی ہے اور قسم دوم تعین مثالی اور قسم سوم تعین جسدی جو عالم شادت سے تعلق رکھتا ہے۔ ان تینوں تعینات کو تعینات خارجہ کہتے ہیں اور مقہر امکان میں ثابت کرتے ہیں۔ مستزلات خمسہ ان ہی پانچ تعینات سے عبارت ہے ابدان منزلات خمسہ کو حضرات جنس بھی کہتے ہیں۔

اور جب علم اور خارج میں سوائے ذات باری تعالیٰ اور سوائے واجب جل سلطانہ کی اسما و صفات کے ہر صفت ذات تعالیٰ و تقدس نہیں۔ ان کے نزدیک اور کوئی چیز ثابت نہیں۔ اور انہوں نے صورت علیہ کو ذی صورت کا عین گمان کیا ہے۔ شے لاشبیہ و مثال گمان نہیں کیا۔ نیز اسی طرح اعیان ثابتہ کی صورت منعکسہ کو جتنی ظاہر وجود میں نمود پیدا کیا ہے۔ ان صورتوں کا عین تصور کیا ہے۔ ان کا جذبہ تو لازماً اتحاد کا حکم لگا دیا۔ اور ہمہ دوست کا لہرہ باندھ دیا۔

یہ مسئلہ وحدت وجود میں شیخ محمد الدین ابن عربی کے مذہب کا اجمالی بیان ہی علوم نہیں۔ اور اسی طرح کے دیگر علوم نہیں۔ شیخ موسیٰ قاتم اولایت کے ساتھ مخصوص جانتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ خاتم النبوت یہ علوم خاتم الاولیاء سے اخذ کرتا ہے۔ اور فصول کے شارحین اس قول کی تفسیر میں گفتگو کرتے ہیں۔

۱۔ فصول سے شیخ ابن عربی کی مشہور کتاب فصول الحکم مراد ہے۔

مختصر یہ کہ شیخ معروف سے پہلے اس گروہ صوفیہ میں سے کسی نے ان علوم و اسرار کیساتھ لب کشائی نہیں کی۔ اور اس بات کو اس طریقہ پر کسی نے بیان نہیں کیا۔ اگرچہ غلباتِ شکر میں ان سے توحید و اتحاد کی باتیں ظہور میں آئی ہیں۔ اور "انما الحق" اور "سبحانی" کے الفاظ صادر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ حضرات اتحاد کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکے اور منشا کو نہیں پاسکے۔ پس شیخ اس گروہ کے مقتدرین کی برہنہ اور اس گروہ کے متاخرین کی محبت اور دل میں بستہ نہیں۔ تاہم ابھی تک اس مسئلہ کے جوت سے دقائق پوشیدہ ہیں اور نہ ہی اس باب میں مشکل راز ابھی تک منضہ شہود ہوا ہے۔ البتہ فقیر کو ان کے اظہار کی توفیق ملی ہے۔ اور انکی تحریر سے مبشر ہوا ہے۔ اللہ ہی حق کو حق ظاہر کرتا ہے۔ اور وہی سید سے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

مخدوم گرامی! واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی صفات ثنائیہ جو اہل حق (الہیست) شکر اللہ سعیم کے نزدیک خارج ہیں موجود ہیں۔ ضرور خارج ہیں ذات تعالیٰ و تقدس بے چونی اور بے ہنگامی کی صفت کیساتھ متمیز ہوئی نیز یہ صفات آپس میں بھی بے چونی کی صفت کیساتھ ایک دوسری سے متمیز اور جدا ہوں گی۔ بلکہ بے چونی متمیز مرتبہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس میں بھی ثابت ہے۔ کیونکہ واجب تعالیٰ جمہول الکفیہ وسعت کیساتھ واسع ہے۔ اور وہ تمیز جو ہمارے فہم و ادراک میں آسکتا ہے۔ اس جنابِ قدس سے منسوب ہے۔ کیونکہ بعض ہونا اور مجزئہ ہونا وہاں متصور نہیں ہو سکتا اور تفصیل و ترکیب کو حضرت جن سلطانہ میں کچھ دخل نہیں اور علانیت (اس کا کسی میں سرایت کرنا) اور علانیت (اس میں کسی کا سرایت کرنا) کی بھی وہاں کچھ گھٹائش نہیں۔

مختصر یہ کہ۔ ممکن کی صفات و اعراض میں سے ہے۔ اس جنابِ قدس سے منسوب ہے۔ اس کی طرح کوئی اس کی مثل نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ افعال میں۔ اس بے چونی متمیز اور اس بے کیف وسعت کے باوجود واجب تعالیٰ علیٰ سلطانہ کے اسما و صفات غائر علم میں بھی تفصیل و تمیز رکھتے ہیں اور منکس ہونے میں اور ہر اسم و صفت متمیزہ کا مرتبہ عدم ایک مقابل اور ایک نقیض ہے۔ مثلاً صفت علم کا مرتبہ عدم میں ایک مقابل اور نقیض ہے۔ جو عدم علم ہے اور جہے جہل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور صفت قدرت کا ایک مقابل ہے یعنی عجز جو عدم قدرت کا نام ہے۔ علیٰ ذلہ القیاس۔ اور ان عدمات متقابلہ نے بھی علم و اجہی جن شانہ میں تفصیل و تمیز پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اپنی مقابل صفات و اسما کا آئینہ بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے عکسوں کے ظہور کے سبب سے ہوئے ہیں۔

فقیر کے نزدیک وہ عدمات و اسماء و صفات کے ان عکس کیساتھ ممکنات کے متعلق ہیں۔ غایتی قابلِ اہباب اتنی بات ہے کہ وہ عدمات ان ماہیات کے لئے اصول اور مواد کی طرح ہیں۔ اور وہ عکس ان مواد میں حمل کرنے والی صورتوں کی طرح ہیں۔ پس شیخ محی الدین کے نزدیک ممکنات کی حقیقتیں مرتبہ علم میں وہی متمیز اسما

اور صفات ہیں۔ اور فقیر کے نزدیک ممکنات کی حقیقتیں وہ عدمات ہیں۔ جو اسماء اور صفات کی تفتیش ہیں۔ اسماء اور صفات کے ان فلسفوں کے ساتھ جو ان عدمات کے آئینوں میں غائب علم میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہوئے ہیں۔ اور تاہم عقلاً جن مسلمانوں نے جب چاہا کہ ان اعلیٰ ہوتی ماہیتوں میں سے وجود علی کے ساتھ جو حضرت وجود کا پرتو ہیں۔ متفق کر کے موجود خارجی بنا دیا۔ مختصر یہ کہ حضرت وجود سے اس اعلیٰ ہوتی ماہیت پر پرتو ڈال کر اسے خارجی آثار کا مبداء بنا دیا۔ پس ممکن کا وجود علم میں اور خارج میں ممکن کی باقی صفات کی حضرت وجود کا پرتو اور اس کے کمالات کا تابع ہے۔ پس ممکن کا علم واجب تسمائی و تقدس کے علم کا پرتو اور برحق ہے۔ جو اپنے مقابل منکس ہوا ہے۔ اور ممکن کی قدرت بھی غیب ہے کہ تجز میں جو اس کا مقابل ہے منکس ہوا ہے۔ اور اسی طرح ممکن کا وجود حضرت وجود کا غلبہ ہے۔ جو عدم کے آئینوں میں کہ اس کے مقابلے میں منکس ہوا ہے۔

نیا عدم از غائب پیر سے نیست
تو دایمی ہندی چیز و من چیز قسمت
لیکن فقیر کے نزدیک شے کا لہجہ کا مین نہیں ہے۔ بلکہ اس کا شیعہ اور مثال ہے۔ اور ایک کا ثبوت دوسرے کے لئے متفق ہے۔ پس فقیر کے نزدیک ممکن واجب کا مین نہیں ہے۔ اور ممکن اور واجب کا ایک دوسرے پر عمل کرنا ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن کی حقیقت عدم ہے۔

اور اسماء و صفات کا جو منکس اس عدم میں منکس ہوا ہے۔ ان اسماء و صفات کا شیعہ اور مثال ہے۔
ذکر ان صفات کا مین۔ لہذا جو اوست کا مقولہ درست نہیں ہوگا۔ بلکہ جو اوست (درست ہے)۔
کیونکہ ہر چیز اپنی ذات میں ممکن ہے۔ و عدم ہے۔ اور ضرورت۔ نقص اور نہت کا منشا ہے اور کمالات کی جنس سے جو کچھ ممکن سے پیدا ہوا ہے۔ جیسے وجود اور اس کے قوانین۔ و حسب کا سب اس حضرت ذات جل مسلمانہ سے اسے حاصل ہوا ہے۔ اور اس ذات سبحانہ کا پرتو ہے۔ اس لئے لازماً وہی ذات سبحانہ و تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اور اس کے ماسوا سب خلقت اور تائیدی ہے کیونکہ خلقت اور تائیدی شہد۔ حالانکہ عدم تمام خلقتوں سے مجزہ کر خلقت ہے۔ اس بحث کی پوری تحقیق جلدی کرنا ہے۔ اس مکتوب میں تلاش کریں۔ جو میں نے اپنے مرحوم و مغفور فرزند عالم کے نام تحریر کیا ہے۔ جس میں وجود کی حقیقت کا بیان اور ماہیات ممکنات کی تحقیق سہر و قلم کی ہے۔

میں نے اپنے گھر سے کوئی چیز لے کر نہیں آیا۔ تو نے ہی تمام چیزیں دی ہیں۔ اور میں خود تیری ایک چیز لے رہا ہوں۔

پس عالم سارے کا سارا شیخ علی الدین کے نزدیک اسماء اور صفات سے عبارت ہے۔ جنہوں نے خانہ علم میں تمیز پیدا کیا ہے۔ اور خارج میں ظاہر وجود کے آئینے میں نمود اور ظہور حاصل کیا ہے۔ اور فقیر کے نزدیک عالم عبادت سے عبارت ہے۔ کہ واجب تعالیٰ جن سلطانہ کے اسماء و صفات خانہ علم میں اس میں منکس ہوئے ہیں۔ اور خارج میں حق سبحانہ کی ایجاد سے وہ عبادات اس عکس کے ساتھ وجود حق کے ساتھ موجود ہیں۔ پس عالم میں خست ذاتی ثابت ہو گیا۔ اور ملبی شرارت ظاہر ہو گئی۔ اور نیرو کمال سب کا سب جناب قدس جن دلا کی طرف راجع ہو گیا۔ آیہ کریمہ

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمُنِجْ اللَّهُ
فَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
اور جو بھلائی پہنچی ہے وہ تو اللہ
اور جو برائی پہنچی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

واللہ سبحانہ اعلم

اس معرفت کی نزدیک ہے۔

اور اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ عالم خارج میں موجود ہے۔ لیکن حق وجود کیساتھ جس طرح حق سبحانہ خارج میں وجود اصلی کیساتھ موجود ہے۔ بلکہ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ غایت مافی الہاب یہ ہے۔ کہ یہ خارج بھی وجود و صفات کی طرح اس خارج کا خلق ہے۔ لہذا عالم کو حق جن دلا سلطانہ کا عین نہیں کہہ سکتے۔ اور ایک کا حمل دوسرے پر جائز نہ ہوگا۔ خلق شمس کو عین شمس نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ خارج میں دونوں کے درمیان تغایر موجود ہے۔ کیونکہ دو چیزیں آپس میں متضاد نہ ہوتی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص خلق شمس کو عین شمس کہے تو وہ برسبیل تسامح (چشم پوشی) اور مجاز ہوگا۔ جس کا ہماری اس بحث سے کوئی تعلق نہیں۔

کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ شیخ علی الدین اور اس کے پیروکار بھی عالم کو حق تعالیٰ کا خلق ہی مانتے ہیں تو پھر فرق کیا ہوا۔ اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ وہ اس خلق کے وجود کو دہم میں ہی گمان کرتے ہیں۔ اور اس کے حق میں وجود خدا ہی کی بو بھی جائز نہیں مانتے۔ مختصر یہ کہ کثرت موجود کو وحدت موجود کے خلق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور خارج میں صرف اس ایک ذات تعالیٰ کو ہی موجود مانتے ہیں۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ پس اصل پر خلق کے حمل کا منشا اور اس حمل کا نہ ہونا خلق کے لئے وجود خارجی کا اثبات ہوا۔ اور اس وجود کا عدم اثبات وہ لوگ جب کہ خلق کے لئے وجود خارجی ثابت نہیں کرتے۔ اس لئے لازماً اصل پر محمول

کرتے ہیں۔ اور یہ فقیر چونکہ ظن کو خارج میں موجود خیالتا ہے۔ اس لئے حمل میں جلدی نہیں کرتا۔ ظن سے وجود اصلی کی نفی میں فقیر اور وہ شریک نہیں۔ اور وجود ظنی کے اثبات میں بھی متفق ہیں۔ لیکن یہ فقیر وجود ظنی کو خارج میں ثابت تسلیم کرتا ہے۔ اور وہ وجود ظنی کو صرف وہم اور تخیل میں گمان کرتے ہیں۔ اور خارج میں احدیت مودہ کے ساتھ موجود نہیں جانتے۔ اور صفات ثنائہ کو بھی جن کا وجود اہل سنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آراء کے مطابق خارج میں ثابت ہو چکا ہے۔ صرف علم میں ثابت کرتے ہیں۔ ظاہری علماء اور وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے میانہ روی کی دو طرفوں کو اختیار فرمایا ہے اولان دونوں کے درمیان حق کا درمیانہ درجہ اس فقیر کو نصیب ہوا ہے۔ اور توفیق ملی ہے۔ اگر وہ لوگ بھی اس خارج کو اس خارج کا ظن پاتے۔ تو عالم کے وجود خارجی کا انکار نہ کرتے اور وہم اور تخیل پر کفایت نہ کرتے۔ اور واجب الوجود کی صفات کے وجود خارجی کا بھی انکار نہ کرتے۔ اور اگر ظاہری علماء بھی اس راز سے آگاہ ہو جاتے۔ تو ہرگز ممکن کے لئے وجود اصلی کا اثبات نہ کرتے۔ اور وجود ظنی پر اکتفا کرتے۔ اور وہ جو فقیر نے بعض مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ ممکن پر وجود کا اطلاق بطریق حقیقت ہے۔ نہ بطریق مجاز۔ تو یہ بات اس تخیل کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن خارجی میں وجود ظنی کے ساتھ بطریق حقیقت موجود ہے۔ وہم اور تخیل کے طور پر۔ جیسا کہ ان کا گمان ہے۔

سوال صاحب فتوحات مکتبہ نے ایمان ثابت (مؤید علیہ) کو وجود اور عدم کے درمیان برزخ کہا ہے۔ پس اس کے طور کے مطابق عدم بھی حقائق ممکنات میں داخل ہے۔ پس اس تخیل اور اس قول کے درمیان کیا فرق ہو گا؟

برزخ اس اعتبار سے کہا کہ مؤید علیہ کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت ثبوت علمی کے واسطے سے جواب وجود سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ایک جہت عدم خارجی کے واسطے سے عدم سے تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ ایمان نے اس کے نزدیک وجود خارجی کی بوجہ بھی نہیں سونگھی۔ اور وہ عدم جو اس حقیقت میں میں درج ہوا ہے۔ دوسری حقیقت رکھتا ہے۔ اور اسی طرح وہ جو بعض بزرگوں کی عبارتوں میں جن میں عدم کا اطلاق ممکن پر ہوا ہے۔ اس سے معدوم خارجی مراد ہے۔ نہ وہ عدم جس کی حقیقت منہ جہ بالا عبارت میں ہوئی ہے۔ اور وہ بلندیات ان اسماء و صفات سے جنہوں نے علم میں تفصیل اور تمیز حاصل کیا ہے۔ اور عداوت کے آئینوں میں مناسبت ہو کر حقائق ممکنات قرار پائے ہیں۔ "وہا الوہاء" ہے۔ پس عالم کے ساتھ اس ذات سبحانہ کی کسی طرح بھی کوئی مناسبت نہیں۔ بلکہ شک اللہ تعالیٰ ساری مخلوق سے ہے۔ نیاز ہے۔ اس ذات سبحانہ کو عالم کے ساتھ عین اور متحد قرار دینا بلکہ منسوب کرنا اس فقیر پر بہت گراں گزرتا ہے۔

اے ایٹھ مندو من چرنیم یارب
سُبْحَانَكَ رَبِّهِ الْعِزَّتِ سَمَاءًا بِيضًا وَنَقَاطَ السُّرَىٰ
يَلَلُهُ رَبِّهِ الْعَالَمِينَ
وَسَلَامٌ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ اَمِّنْ لَدُنْكَ

مکتوب نمبر ۲

سیر شمس الدین علی ظہانی کی طرف سے ارسال

اس بیان میں کہ اس کی ہندو ذات کا مرتبہ اور اس ذات سبحانہ کی صفات کا مرتبہ و جود اور وجوب

کے اعتبار سے اور پہلے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اَفْضَلُ۔ آپ کا گروہی نام جو آپ نے محبت اور افلاس کے ساتھ ارسال فرمایا تھا۔ یعنی اور بہت فرحت کا باعث ہوا۔ دینی بھائیوں کی کثرت آخرت میں بہت سی امیدوں کا ذریعہ ہے۔ ۳۔ اے اللہ ہمارے دینی بھائیوں کو زیادہ کر اور ہمیں اور ان کو مستند المرسلین علیہ وعلیہم من الصلوٰت افضلنا ومن التسلیات اکملنا کی متابعت پر ثبات رکھ۔

اگر ہر چہ سے رو و سخن دوست خوشتر است

اسے محبت کے نشانات دے ! واجب تعالیٰ اور واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی سات یا آٹھ صفات مختلف آراء کے مطابق جو صفات حقیقہ ہیں۔ خارج میں موجود ہیں اور اہل حق شکر اللہ تعالیٰ علیہم کے سوا مخالف فرقوں میں سے کوئی ایک بھی واجب تعالیٰ میں سلطانہ کی صفات کے وجود کا قائل نہیں ہے۔ جسے اگر اہل حق میں سے متاخرین صوفیہ بھی وجود صفات کے منکر ہوتے ہیں اور صفات کی زیادتی کو علم کی طرف مانتے ہوئے کہتے ہیں۔

۱۔ یارب دو خود ہیں اور میں اس طرح ہوں۔

۲۔ دوست کی بات جس طرف سے بھی مانی دے۔ بہت اچھی لگتی ہے

از روئے نقل ہمہ غیر اند صفات با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین

اور حق یہ ہے کہ اہل حق کی بات ہی برحق ہے۔ اور نبوت کے سینے سے حاصل کی ہوئی چیز ہے۔ اور کثرت و فراست کے نور سے اس کی تائید ہو چکی ہے۔ غایت مافی الایاب، اتنی بات ہے کہ صفات کو موجود ماننے کی صورت میں مخالفین جو اعتراض کرتے ہیں۔ وہ بڑا قوی ہے۔ کیونکہ صفات اگر موجود ہوں گی۔ تو خالی عینیں ہیں۔ یا ممکن ہوں گی یا واجب لذاتہ۔ امکان حدوث اور فنا کو مستلزم ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ہر ممکن حادث ہے۔ اور بہت سے واجب لذاتہ تسلیم کرنا توحید کے منافی ہے۔ اور نیز اسکان کی صورت میں صفات کا ذات تعالیٰ و تقدس سے جواز انکساک لازم آتا ہے۔ اور یہ معنی واجب تعالیٰ و تقدس کے لئے جملہ در جہز کے جواز کا موجب ہے۔ اس اشکال کا حل جو اس فقیر پر ظاہر کیا گیا۔ یہ ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ نہ کہ وجود کے ساتھ۔ چاہے وجود عین ذات ہو یا ذات سے زاہد۔ اور واجب تعالیٰ کی صفات اس کی بلند ذات کے ساتھ موجود ہیں۔ نہ وجود کے ساتھ۔ کیوں کہ وجود کی اس مقام میں گہنائش نہیں۔

شیخ علاؤ الدین نے اس مقام کی طرف اشارہ فرمایا۔ جہاں آپ نے فرمایا۔ کہ ملک و دود (ذات حق) کا عالم و عالم وجود سے اوپر ہے۔ لہذا امکان و وجوب کی نسبت بھی اس مقام میں تصور نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ امکان اور وجوب ماہیت اور وجود کے درمیان نسبت کا نام ہے۔ تو جہاں وجود ہی نہ ہو۔ وہاں نہ امکان ہو گا اور نہ وجوب۔ یہ معرفت نظر و فکر کے مقام سے ذرا اوپر ہے۔ عقل کی رسی میں بندھے ہوئے ہو۔ لوگ اس معرفت کو کیا پا سکتے ہیں۔ اور انکار کے سوا ان کے حصے میں کیا آ سکتا ہے۔ مگر جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ منظور رکھے۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ سیادت پناہ میر سید مصعب اللہ کچھ عرصہ تک یہاں رہے ہیں۔ اب آپ کی طرف آرہے ہیں۔ ان کی صحبت اور خدمت کو غنیمت جانیں

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَبَارِكُوا فِي هُنَّ لَدَيْكُمْ

نقلہ تعقل اور علم کی رو سے تمام صفات ذات کا نہیں اور تحقق کی اند سے سب عین ہیں۔

مکتوبات نمبر ۳

مذہب و عقائد و فروع و فرائض، خواجہ محمد سعید علی شاہ کی طرف سے لکھی گئی
اس بیان میں کہ آفاق و انفس یعنی انسان کی اندرونی اور بیرونی
دنیا کا معاملہ غلام ہیں داخل ہے۔ اور ولایت صغریٰ و
کبریٰ کا بیان اور کمالات نبوت، ورتقی افعال کی حقیقت
جس کے متعلق بعض صوفیہ کے نزدیک قرار پادے کہ وہ جن
فعل جن کا نکل ہے۔ میں نسل صفات و ذات تعالیٰ تک اس
کی کہیں رسائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
جو کچھ آفاق اور انفس کے آئینوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ واپس غلیت سے داغدار ہے۔ اس لئے
وہ نفی کرنے کے لائق ہے۔ تاکہ اصل کا اثبات کیا جاسکے۔ اور جب معاملہ آفاق اور انفس سے
آگے گزر گیا۔ تو غلیت کی قید سے چھوٹ گیا۔ اور عقلی فعل و صفت میں شروع ہونا میسر آ گیا۔
اور معلوم ہو گیا۔ کہ اس سے قبل جس غلیت نے بھی ظہور کیا تھا۔ آفاق اور انفس میں اگر پہلے اس سے
تعلیق ذات ہی خیال کریں۔ سب فعل اور صفت کے غلام سے تعلق رکھتا تھا۔ نہ کہ نفس فعل و صفت
کے ساتھ۔ ذات تعالیٰ و تقدس تک پہنچا گیا۔ اس لئے کہ غلیت کا دائرہ انفس کی نہایت
کے ساتھ منہی ہو جاتا ہے۔ پس جو کچھ آفاق اور انفس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس دائرے میں داخل
ہے۔ اور صفات بھی اگرچہ حقیقت میں حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے غلام ہیں۔ تاہم دائرہ
اصل میں داخل ہیں۔ اور اس مرتبہ کی ولایت اصلی ہے بخلات مرتبہ سابق کی ولایت کے۔ جو
آفاق اور انفس سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ عقلی ولایت ہے۔ دائرہ عقل کے منہی لوگوں کیلئے
قبلی برقی جو مرتبہ اصل سے پیدا ہوتی ہے حاصل ہے۔ جو ایک گھڑی بھر کیلئے آفاق اور انفس کی
قید سے آزاد کر دیتی ہے۔ اور وہ جماعت جو دائرہ آفاق اور انفس سے آگے نکل گئی۔ اور عقل سے
اصل تک پہنچ گئی۔ یہ عقلی برقی ان کے حق میں وہ غلیت ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں کی جائے سکونت
اور جائے پناہ دائرہ اصل ہے۔ جس سے عقلی برقی پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ان بزرگوں کا معاملہ تعلقات

اور مہجورات سے اور ہے۔ اس لئے کہ ہر تجلی اور مہجور جس مرتبے سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ شائبہ
 وحییت سے باہر نہیں ہے۔ اور اصل الاصول کی گرفتاری نے ان کو نکل سے فارغ کر دیا ہے۔ اور یہ
 لوگ لگاہ کی کچی سے چھوٹ گئے ہیں۔ ولایت نعلی میں جو ولایت صغریٰ ہے۔ نہایت کمال تجلی برقی کا
 حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ تجلی برقی ولایت کبریٰ میں پہلا قدم ہے۔ جو ولایت انبیاء ہے۔ (علیہم
 الصلوٰۃ والسلام) اور ولایت صغریٰ ولایت اولیاء ہے۔ (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) یہاں
 سے ولایت اولیاء اور ولایت انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیما تم سبحانہ علیہم کے درمیان فرق
 معلوم کرنا چاہیے۔ کہ اس ولایت کی نہایت اس ولایت کی ابتدا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
 کی جوت کے کمالات کے بارے میں کیا لب کشائی کرے۔ جب کہ نجات کی ابتدا ولایت کی ابتدا ہے۔ شاید
 حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے تبعیت اور دراست کے طور پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
 ولایت سے حصہ پایا تھا اسی بناء پر آپ نے فرمایا کہ ہم نہایت کربانیت میں درج کرتے ہیں۔ یہ فقیر اس
 قدر جانتا ہے۔ کہ نقشبندی نسبت اور حضور جب کمال کو پہنچتا ہے۔ تو ولایت کبریٰ سے مل جاتا ہے۔
 اور اس ولایت کے کمالات سے وافر حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کے کمال
 کی نہایت تجلی مرقی تک ہے۔

جانتا چاہیے۔ کہ جو سیر آفاق اور انفس کی سیر کے بعد میسر آتی ہے۔ وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی قربیت
 میں سیر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس بلند ذات کا فعل ہم سے ہمارے زیادہ نزدیک ہے۔ اسی طرح
 اس بلند ذات کی صفت ہم سے اور اس بلند ذات کے فعل سے ہمارے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اس
 کی بلند ذات ہم سے اور اس ذات سبحانہ کا فعل اور اس کی صفت ہمارے زیادہ نزدیک ہے۔ ان
 مراتب میں سیر اقربیت میں سیر ہے۔ تجلی فعل، تجلی صفت اور تجلی ذات کی حقیقت اسی مقام میں
 ثابت ہوتی ہے۔ اور وہم کی سلطنت اور دائرہ خیال سے اسی جگہ آکر نجات حاصل ہوتی ہے۔ اچھے
 کہ وہم و خیال کی سلطنت کے لئے آفاق و انفس کے دائرہ سے باہر حکومت اور تصرف میسر نہیں ہے۔
 وہم کی نہایت نکل کی نہایت تک ہے۔ جس جگہ نکل نہیں ہوگا۔ وہاں وہم بھی نہیں ہوگا۔

پس تاہم ولایت نعلی میں وہم سے خلاصی اور نجات موت کے بعد میسر آتی ہے۔ کیونکہ وہم عدم
 کی طرف رخ کر لیتا ہے۔ اور ولایت اصلی میں جو ولایت کبریٰ ہے، وہم و خیال کی قید سے اسی دنیا
 میں نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہم کے جوتے ہوئے بندہ اس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جو کچھ
 پہلے گردہ کو دایر آخرت میں حاصل ہوگا۔ اس دوسرے گردہ کو اسی جگہ حاصل ہو جاتا ہے۔ ولایت نعلی

میں اس دنیا کے اندر اپنے وہم و خیال سے تراشی ہوئی باتوں کے سوا مطلوب کا حصول نہیں ہوتا۔ اور ولایت اصلی میں مطلوب وہم کی تراش کے نقص سے مشرہ اور میرا ہے۔

شاید مولانا روم قدس سرہ محیطہ وہم اور قید خیال سے تنگ آکر موت کی آرزو کرتا ہے تاکہ مطلوب کو وہم و خیال کے لباس میں سے بالکل برہنہ اپنا آغوش میں کھینچ سکے۔

اور موت کے بارے میں کسی کو اپنے متعلق دعا عافیت سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں

من شوم عزیز زتن و ادخیال تا خرامم در نہایات انوسال

یہ بات سنو۔ کہ وہ جو ہم نے کہا ہے۔ کہ اتفاق و انفس میں افعال اور صفات کے تعلق کی تعلیمات ہیں۔ نہ نفس افعال و صفات کی تعلیمات۔ اس کا بیان یوں ہے۔ کہ تکوین صفات حقیقیہ میں سے ہے جیسا کہ علماء و ماترید یہ کا مطلب ہے۔ (شکر اللہ تعالیٰ سبحانہ) صفات اضافیہ میں سے نہیں جیسا کہ اشاعرہ کا گمان ہے۔ اس صفت میں دوسری صفت کی نسبت چونکہ رنگ اضافت غالب ہے۔ اس بناء پر انہوں نے اسے صفات اضافیہ میں سے گمان کر لیا۔ لیکن حقیقہ بات یہ نہیں۔ بلکہ یہ صفت صفات حقیقیہ میں سے ہے جس کے ساتھ رنگ اضافت کی حادث ہو چکی ہے۔ اور یہ صفت تکوین جو سب سے پہلی صفت ہے۔ صفات عالیہ کا رنگ رکھتی ہے۔ مثلاً کچھ حصہ علم اور حیات سے رکھتی ہے۔ اور کچھ قدرت و ارادہ سے بھی رکھتی ہے۔ اور اس صفت تکوین کی جزئیات ہیں۔ جو فی الحقیقت اس کے نکلاں ہیں۔ جیسے تخلیق، تزیین، احیاء و اماتہ، انعام اور ایلام و غیرہ اور یہ جزئیات افعال میں داخل ہیں۔ جو حقیقتہً اس صفت کے نکلاں ہیں۔ اور صفات حقیقہ کے دائرہ سے باہر نہیں۔ اور اس فعل کے دو رخ ہیں ایک رخ غافل سے متعلق ہے۔ اور دوسرا مفعول سے۔ اور یہ دونوں جہتیں نظر کشی میں ایک دوسری سے امتیاز رکھتی ہیں۔ پہلی جہت بلند ہے اور دوسری پست۔ نیز جہت اول دیکھنے میں اصل کی طرح ہے۔ اور دوسری جہت اس اصل کے نکلاں کی طرح دکھائی دیتی ہے۔

نیز پہلی جہت وجوب کا رنگ رکھتی ہے۔ اور دوسری جہت امکان کا رنگ۔ یہ دوسری جہت غیر انبیاء و علیہم السلام و امتیارات یعنی اولیاء و کرام اور ساری مخلوق کے تعلیمات کے مبادی ہیں۔ حق جل سلاطین کا یہ فعل چونکہ وجہتوں کے اعتبار سے وجوب کا رنگ بھی رکھتا ہے۔ اور امکان کا رنگ بھی اس لئے ہر صورت ممکن ہوگا۔ کیونکہ واجب اور ممکن سے ترکیب پانے والی شئی ممکن ہوتی ہے

نہ میں تن اور خیال سے برہنہ ہو جاؤں۔ تو پھر ہی افعال کی نمایاں میں مل سکتا ہوں۔

اور نیز یہ فعل جب کہ جہت فوقانی کے اعتبار سے قدم کی طرف رُخ رکھتا ہے۔ اور جہت تحتانی کے اعتبار سے حدوث میں بھی قدم رکھتا ہے۔ لہذا لازماً حادث ہوگا۔ کیونکہ قدیم اور حادث سے مرکب حادث ہوتا ہے۔ اور وہ جماعت جس نے حق جل شانہ کے فعل کو قدیم کہا ہے۔ وہ جہت ادنیٰ کی رو سے ہے۔ اور جس دوسری جماعت نے اُسے حادث جانا ہے۔ ان کا یہ خیال دوسری جہت کے اعتبار سے ہے۔ پہلے گروہ کی نظر بلند ہے۔ اور دوسرے گروہ کی پست۔ اگرچہ دونوں گروہ اس بارے میں حق سے ہٹ کر دو طرفوں میں ہو گئے ہیں۔ اور حق متوسطہ ہے۔ جس کے ساتھ اس فقیر کو ممتاز کیا گیا ہے۔

ذَا بَلَكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اسی طرح کی تحقیق صفات حقیقہ کے متعلق بعض مکاتیب میں بیان ہو چکی ہے۔ وہاں سے مطالعہ کر لیں۔ جانتا چاہیے۔ کہ فعل میں جہت ثانی خلق خاص سے عبارت ہے۔ جس نے زید سے تعلق پکڑا ہوا ہے۔ اور یہ زید کا پیدا کرنا مطلق جزئیاتِ خلق کی گویا ایک جزئی ہے۔ اور یہ خلق خاص جو زید سے متعلق ہے۔ اس کی بھی بہت سی جزئیات ہیں۔ جیسے ذات زید کی پیداوار، صفات زید اور افعال زید کی پیداوار، اور خلق زید کی یہ جزئیات مطلق ذات زید کی جو گویا کلی ہے۔ نکلاں ہیں۔ اور فعل زید کی خلق کیلئے بھی ایک فعل اور مظہر ہے۔ اور وہ کسب زید ہے جس نے فعل سے تعلق پکڑا ہے۔ زید اس کسب کو اپنے باپ کے گھر سے نہیں لایا۔ بلکہ اس کا کسب خلق حق بنی و علا کا پدر ہے۔ پس ان صاف سے معلوم ہو گیا کہ فعل کا فعل مکون ہے۔ اور فعل کی جہت ثانی جہت اونی کا فعل ہے۔ جیسا کہ تحقیق کی جا چکی ہے۔ اور جہت ثانی کا بھی ایک فعل ہے۔ جسے خلق زید کہتے ہیں۔ اور خلق زید کا پھر ایک فعل ہے۔ جو خلق فعل زید ہے۔ اور اس فعل کا پھر ایک فعل ہے۔ جو کسب زید ہے۔ جب یہ معلوم تو نے جان لئے تو یہ بھی جان لے۔ کہ سلوک کے وقت سالکوں کی نظر میں مثلاً کسب زید کی نسبت جب زید سے منتفی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی اصناف زید سے نائل ہو جاتی ہے۔ تو سالک حضرات ناچار اس فعل کا فاعل حق تعالیٰ و تقدس کو جانتے ہیں۔ بلکہ مخلوق کے افعال متکثرہ متباینہ کر ایک فاعل کا فعل پاتے ہیں۔ اور اس معنی کے ظہور کو قبلی افعال گمان کرتے ہیں۔

انصاف کرنا چاہیے کہ یہ تعلق، فعل حق تعالیٰ کی شہانہ کی تعلقی ہے۔ یا اس فعل کے نکلاں میں سے کسی فعل کی تعلقی ہے۔ جس نے کئی مراتب تشریف کر کے خلقت کا اسم پایا ہے۔ فعل کی تعلقی پر دوسری تعلقات (ذات و صفات کی تعلقات) کو قیاس کرتا چاہیے۔ کہ نکلاں میں سے ایک فعل پر کفایت

کرتے ہوئے اس میں اصرار کر لیا ہے۔ اور لوگ اصرار و منہ (حقیر چیزوں) کے ساتھ آرام پکڑ چکے ہیں جانتا چاہیے کہ وجوب وجود چونکہ ایک نسبت و اضافت ہے۔ اس لئے اس کا وجود لازماً مرتبہ فعل میں ہی ہوگا۔ اور جب کہ یہ نسبت عالم کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی۔ بلکہ صالح عالم تعالیٰ و تقدس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے فعل کی وجہاً توئی کے ساتھ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ مناسب ہے۔

اگر کہیں کہ اس بیان سے لازم آتا ہے۔ کہ وجوب مرتبہ ذات و صفات تعالیٰ و تقدس میں ثابت نہ ہو۔ اور اس بلند اور پاک ہستی کی ذات و صفات کو واجب نہ کیا جائے۔ پس حضرت ذات اور اس کی صفات سے وجود مسلوب ہوگا۔ جس طرح کہ امکان اور امتناع اس بلند ذات سے مسلوب کہے لہذا ایک چوتھی قسم وجوب، امکان اور امتناع کے سوا پیدا ہو گئی۔ حالانکہ ان مذکورہ تین اقسام میں حصر عقلی ثابت ہو چکا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ انحصار ماہیت کے لئے اس کے وجود کی نسبت سے ہے۔ وجوب ماہیت کی وجہ کی طرف نسبت ثابت نہیں۔ قوا انحصار بھی ثابت نہ ہوا۔ جس طرح کہ ذات واجب تعالیٰ اور اس پاک ذات کی صفات میں ہے۔ اس لئے کہ اس کی بلند ذات بذاتہ موجود ہے۔ وجود کے ساتھ موجود نہیں وجود کو بین ذات کہیں یا زائد علی الذات۔ اور اس کی صفات بھی اس کی ذات سبحانہ کے ساتھ موجود نہیں۔ بجز اس بات کے کہ ان میں وجود و ظل انداز ہو۔ تو اس سبحانہ و تعالیٰ کی ذات اور صفات ان تینوں مضمرہ اقسام سے بلند و بالا ہیں۔ غایۃ مافی الباب اتنی بات ہے۔ کہ جب اس کی بلند ذات اور اس پاک ہستی کی صفات کا مختلف وجہ اور اعتبارات سے تصور اور تعلق کیا جائے۔ کہ اس کی نفس حقیقت کے تصور کا کوئی راستہ نہیں۔ تو اس کی ذات سبحانہ کے لئے وجود تصور عقلی میں وجوب عارض ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کی بلندی ذات کے لئے وہی مناسب اور لائق ہے۔ اور اس سبحانہ کی صفات کو وجود ذہنی میں امکان عارض ہوتا ہے۔ جیسا کہ اُن کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ وہ ذات کی طرف محتاج نہیں۔ تو اس بلند ہستی کی ذات اور اس کی صفات اپنی حد ذات میں مرتبہ وجوب اور امکان سے بلکہ مرتبہ وجوب سے بھی اوپر ہیں۔ اور وجود تصور ہی نفسی کے اعتبار سے وجوب اس کی بلند ذات کے لئے مناسب ہے۔ اور امکان اس ذات تعالیٰ و تقدس کی صفات کے مناسب۔ تو اس کی بلند صفات وجود عقلی کی حیثیت سے نہ واجب ہیں اور نہ ممکن۔ بلکہ وہ وجوب اور امکان سے اوپر ہیں۔ اور وجود ذہنی کے اعتبار سے ممکن ہیں۔ لیکن اس امکان سے حدوث لازم نہیں آتا۔ کیونکہ وہ امکان ان کی ذات کے لئے نہیں

جیسا کہ ممکنات کے لئے ہے۔ بلکہ صفات کے وجوداتِ لاییت کے لئے ہے۔

اور اس معرفت کے مناسب ہے۔ وہ ذات جو ارہابِ معقول نے کبھی ہے۔ اور کلیت اور برزیت
ماہیت کو وجودِ ذہنی کی خصوصیت کے اعتبار سے عارض ہوتی ہے۔ لہذا جو خارج کی حالت میں ماہیت
کو ان دونوں کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاسکتا۔ پس زید جو خارج میں مثلاً نقیض سے پہلے موجود ہے۔
جزئی نہیں ہے۔ جس طرح وہ لکھی بھی نہیں ہے۔ بلکہ جزئیت اُسے وجودِ ذہنیِ لاییت کے بعد عارض ہوتی ہے
بلکہ ہم کہتے ہیں۔ کہ تمام نسبتیں، اضافیں، احکام اور اعتبارات جو اس کی بلند ذات پر محمول ہوتے ہیں جیسے
اُلوہیت، رُبوبیت، اُذلیت، اور اُزلیت یعنی وہ تمام چیزیں جو آٹھ موجود صفات کے علاوہ ہیں۔
وہ اس ذاتِ سبحانیہ پر تصور اور عقل کے اعتبار سے صادق آتی ہیں۔ ورنہ ذاتِ برزیت ذات
کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں۔ اور نہ کسی اسم کے ساتھ موصوف ہے۔ اور نہ کسی حکم کی محکوم ہے۔
پس صاحبِ شرع نے اس کی ذات پر من اسماء اور احکام کا اطلاق کیا ہے۔ وہ مناسب اور تشابہ کے
اعتبار سے ہے۔ تاکہ مخلوق کے افہام کے قریب ہو جائے۔ اور ان کی عقل کے مطابق ان کے ساتھ تشکو
ہو۔ جس طرح زید کے لئے جو خارج میں موجود ہے۔ بغیر ذہن میں وجودِ ملاحظہ کرنے کے بیشک وہ تشبیہ
اور تظہیر کے لحاظ سے جزئی ہے۔ اور ان کا زید کے لئے جزئیت کا حکم کرنا ان کے حکم کے ساتھ بہت مناسب
اور بہت مشابہ ہے۔ کہ وہ لکھی ہے۔ تو اسی طرح غنی اور بلند ذات پر وجوب کا حکم کرنا۔ امکان اور
اعتناع سے بہت اولیٰ اور مناسب ہے۔ ورنہ اس کی جنابِ قدس کی طرف نہ وجوب پہنچ سکتا ہے
اور نہ وجود۔ جس طرح کہ اس کی بلند اور منزہ ذات کے لئے امکان اور اعتناع بھی لائق نہیں اس شریف
اور پاک معرفت کو سمجھئے۔

کیونکہ اس کی بلند اور پاکیزہ ذات و صفات کے علم کا حق صرف ہے۔ اور غنیم اور برکت لوگوں میں سے
کسی کے بھی یہ باتیں بیان نہیں کیں۔ اس معرفت کے ساتھ اللہ سبحانہ نے اسی بندے کو برگزیدہ فرمایا
ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اشْتَجَعَ الْخُلْدَ

مکتوب نمبر ۴

سیادتِ آبا میر محمد نعمان کی طرف سے دُرد و دہشت

اس بیان میں کہ علم یقین، حین یقین، حق یقین، جسے بعض صوفیہ نے بیان کیا ہے۔ یہ تینوں اقسام فی الحقیقت علم یقین کے تین اجزاء کے موجز ہیں۔ اور علم یقین کا ایک جزو اسی تک کافی ہے۔ تو حین یقین، اور حق یقین تک کیے بننا چاہ سکتا ہے۔ اور اس امر کا بیان کہ ان علوم

واللہ اس ہزار سال کا مجدد ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

قدرت ہوئی ہے۔ کہ آپ نے اپنے حالات خیرِ مآل سے مطلع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے تمہاری سلامتی اور استقامت کی دعا ہے۔

یہ بات جان لیں۔ کہ علم الیقین علاماتِ قدرت کے مشاہدہ سے عبارت ہے۔ جن سے یقین علمی کا فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ شہداتی الحقیقت استدلال ہے اثر سے مؤثر کی طرف۔ پس آفاق و انفس کے اعلیٰوں میں جو کچھ بھی تعلیمات اور ظہورات دکائی دیتے ہیں۔ سب اثر سے مؤثر کی طرف استدلال کے قید سے ہیں۔ اگرچہ ان تعلیمات کا تعلیمات فائدہ نام رکھ لیں۔ اور ان ظہورات کو بے کیف کہیں۔ اس سلسلہ کر کے کہ کسی آئینے میں ظہور اس شئی کے آثار میں سے کسی اثر کا ظہور ہے۔ مذکور عین اس شے کا حصول۔ اس نقطہ پوری کی پوری سیر آفاقی اور انفسی علم الیقین کے دائرہ سے قدم باہر نہیں نکال سکتی۔ اور اس کا حصہ صرف اثر سے مؤثر کی طرف استدلال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سُكْرُ نِعَمٍ (آیاتِ سابقہ) اَلْاَلْفَاقِ وَفِي الصُّبْحِ
حَقًّا يَتَّبِعُونَ لَكُمْ اَدَّاهُ الْحَقُّ
(آیتِ اخیرہ)

معتق یہ ہم انہیں آفاق اور ان کے انفس میں
میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے تاکہ ان پر واضح
ہو جائے کہ وہی حق ہے۔

دوسرے حقیقہ نے میرا فاقی کو علم الیقین سے خیال کیا ہے اور یقین الیقین اور حق الیقین کو سیرافنی میں
میں ثابت کیا ہے۔ اور افس ہے۔ باہر کی سیر کا ذکر نہیں کیا۔

آن ایشا نزد من چنینم یا رب

(میر تقی عثمان صاحب) یہ جان لیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ خود بندے سے بھی بندے کے زیادہ نزدیک ہے۔ پس بندے سے حق جل و علاہ ایک جانب اقرابت میں ایک اور سید و سرکار ہے۔ کہ وصول اس سیر کے بے کوفہ کے

۱۰ پارہ الیوم یقیناً سورہ جسم حیدرہ

ۛے یارب وہ تو اُس طرح نہیں لیکن میں تو اس طرح بھی نہیں ۔

ساتھ وابستہ ہے۔ یہ تیسری سیر بھی فی الحقیقت علم الیقین کو ثابت کرتی ہے۔ یہ اگرچہ دائرہ ظلیت سے باہر ہے۔ تاہم شاہد ظلیت سے پاک اور مبرا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسما و صفات واجب جن سے خدا فی الحقیقت حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے خدای ہیں۔ اور جن جگہ بھی ظلیت کی طاقت ہو وہ آثار و آیات میں داخل ہے۔

پس انہوں نے علم الیقین کی تین سیروں میں سے صرف ایک سیر کو علم الیقین کے ساتھ خاص کیا ہے اور اس کی سیر دوم کو عین الیقین اور حق الیقین کا حاصل کرنے والا قرار دیا ہے۔ اور تیسری سیر کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ تاکہ علم الیقین کا دائرہ مکمل ہو۔ عین الیقین اور حق الیقین ابھی درپیش ہیں۔

قیاس کن ز گلستان من بہار

(اور فقیر عین الیقین اور حق الیقین کے متعلق کیا عرض کرے۔ اور کچھ عرض کرے بھی تو اسے کون سمجھے گا۔ اور کون پائے گا اور کیا پائے گا۔ یہ معارف دائرہ ولایت سے خارج ہیں۔ اور باب ولایت علماء طوائف کی طرح ان کے اوراق سے عاجز ہیں۔ اور ان کے حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ علوم انوار نبوت علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتمیہ کے سینہ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جو دوسرے ہزار کے آغاز کے بعد تبیین اور ولایت کے طور پر آئے ہوئے۔ اور پوری مازگی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان علوم و معارف والا اس ہزار سال کا مجتہد ہے۔ جیسا کہ اس کے علوم و معارف میں جو ذات و صفات اور افعال سے تعلق رکھتے۔ اور جو احوال و جمہور۔ تعلقات، اور ظہورات سے متعلق ہیں، دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ تو صاحب نظر لوگ جانتے ہیں کہ یہ معارف اور علوم علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراثت ہیں۔ بلکہ ان کے علوم ان علوم کی نسبت چمکا ہیں۔ اور وہ معارف اس چمکے کا مظہر ہیں۔ اور اللہ سبحانہ ہی ہدایت دیتے والا ہے۔

اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجتہد گذرنا ہے۔ لیکن سو سال کا مجتہد اور ہے۔ اور ہزار سال کا مجتہد جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے۔ ان دونوں مجتہدوں میں بھی اسی طرح فرق ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجتہد وہ ہوتا ہے۔ کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ اس حالت میں میںوں کو پہنچتا ہے۔ اس کے واسطے سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ اس وقت کے قطب اور اوقات ہوں۔ اور ابدال و تجاہد ہوں۔

خاص کنندہ مصلوب نام را

سے سیر سے سیری ہلکا کا اندازہ کرو
سے مصلوب عالم کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو خاص کرتا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ أَتَى وَالتَّزَمَ مَتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ
وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ بِمَا
أَمَرَهُمُ الصَّالِحِينَ
أَجْمَعِينَ

۱۰۰۰

مکتوب نمبر ۵

میر شمس الدین علی غفرانی کی طرف سے ارسال

اس بیان میں کہ اس جنہ ذات کی صفات کے دو اعتبار ہیں۔ ۱۔ اعتبار اول ان کا حصول فی انفسہ ہے۔ اور
دوسرا ان کا ذات کے ساتھ قیام ہے۔ اور دونوں اعتبار خارج ہیں مثمر ہیں۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

مخدوم و محترم! واجب تھا کہ جن صفات کی صفات جو موجود ہیں۔ اور اس بلند اور پاک ذات کے ساتھ
قائم ہیں۔ دو اعتبار رکھتی ہیں۔ اعتبار اول یہ کہ وہ اپنی ذات کی حد میں موجود ہیں۔ اور دوسرا اعتبار یہ کہ واجب
تھا کہ تقدس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ اعتبار اول سے عالم کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں۔ اور تعینات
کے مہلک ہیں۔ اور دوسرے اعتبار سے عالم سے بے نیاز ہیں۔ اور عالم اور عالم والوں کی طرف ان کی کچھ توجہ
نہیں۔

بیز نظر کشی میں اعتبار اول کے لحاظ سے ذات تعالیٰ و تقدس سے جدا دکھائی دیتی ہیں۔ اور ذات تعالیٰ
و تقدس کا اثبات ان کے موا دکھائی دیتا ہے اور دوسرے اعتبار جس طرح نہیں ہیں اور نہ ذات سے ان کا
الگ ہونا مقصود ہو سکتا ہے۔

اور بیز اعتبار اول کے لحاظ سے صفات ذات تعالیٰ و تقدس کا محاب ہیں۔ اور دوسرے اعتبار سے ان کے
محاب ہونے کی حیثیت نہیں پائی جاتی۔ جس طرح سفیدی جو کپڑے کے ساتھ قائم ہے۔ کپڑے کے شے ا
محاب نہیں ہے۔ لہذا مافی الباب اتنی بات ہے کہ سفیدی حصول فسخ اور حصول قیامی دونوں اعتبار سے

پڑنے کی ذات کے لئے حجاب نہیں ہے۔ اگرچہ محسوس سندی ہوتی ہے۔ لیکن حجاب ہونے کی صفت نہیں پائی ہائی بخلات واجب تقائی و تقدس کی صفات کے۔ کہ وہ پہلے اعتبار سے حجاب بنتی ہیں۔ اور دوسرے اعتبار سے حجاب نہیں بنتیں۔ اور ان دونوں اعتباروں میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسے سطورا ضیاں ذکر کریں۔ اس فقیر نے جذب قوی اور تیز سیر کے باوجود ان دونوں اعتباروں کے درمیان کی مسافت کو تقریباً پندرہ سال کے عرصے میں طے کیا۔ علمائے متقدمین نے ان دونوں اعتباروں کے درمیان فرق کاراستہ نہیں پایا۔ اور کہا ہے۔ کہ عرض کافی منقسم حصول وہی ہے۔ جو جوہر کے ساتھ اس کے قیام کا حصول ہے۔ اور علمائے متاخرین میں سے بعض ان دو اعتباروں کے فرق پر مطلق ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے تحقیق کی ہے۔ کہ عرض کا حصول نفسی اور چیز کے حصول قیامی امر دیگر۔ اس لئے کہ عرض کے حق میں کہا جاتا ہے۔ کہ بیشک وہ پایا گیا۔ اور قائم ہوا۔ تو وجود قیام کا غیر ہے۔

متاخرین کی یہ تحقیق ہر انہوں نے عرض کے متعلق کی ہے۔ گویا ضرورت منہ کے عروج کے لئے ایک ذریعہ اور حاجت کی معرفت کے لئے ایک ذریعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سیر و سلوک میں بہت سی کلاہی اور فلسفی تحقیقات نے مدد کی ہے۔ اور معارف الہی بن شانہ کا واسطہ بنتی ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَأَاهُ مِنْ الصَّلَوَاتِ آمَنًا وَالتَّسْلِيمَاتِ أَكْبَرًا

مکتوب نمبر ۶

علوم عقائد و فقہانہ کے جامع، محمد دم زادہ، محمد الدین، خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی
طرح صادر فرمایا

بعض غنی امراء کے بیان میں۔ اور میں سے اس کی وجہ بھی سمجھ آتی ہے۔ کہ چار سو پیچہ علیہ السلام
کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منت کی پیروی کا حکم کیوں دیا گیا۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

میرا گمان ہے۔ کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے۔ کہ ولایت محمدی و ولایت ابراہیمی علیہما الصلوٰۃ والتیمات

کے رنگ سے رنگیں ہو جائے۔ اور اس ولایت کا حسن ملاحات اس ولایت کے جمال مباحث کے ساتھ مل جانے
حدیث شریفہ میں وارد ہے کہ میرے بھائی یوسف صریح میں اور میں طبع ہوں۔ اور اس رنگ اور ملاوٹ کے
ساتھ جو بہت حد تک اس کا مقام درجہ علیا تک پہنچ جائے۔ شاید کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ولایت کی اتباع کا حکم اسی دولتِ عظمیٰ کا حصول ہے۔ اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی
صلوات اور برکات کے برابر صلوات اور برکات کی طلب اسی طریقی کیلئے ہے۔ ملاحات اور مباحث دونوں صفات
کی ملاوٹ کے بغیر اس بلند ذات کے حُسن سے آگاہ کرتے ہیں۔ لیکن حُسن صفات اور حُسن افعال آثار سب کا سب کیلئے ہرگز
حُسن مباحث سے حاصل کیا گیا ہے۔ حُسن ملاحات حضرت اجمال کے زیادہ مناسب ہے۔ مگر ملاحات حُسن مطلق کا مرکز
ہے۔ اور مباحث اس مرکز کا دائرہ۔ اور حضرت ذاتِ تعالیٰ و تقدس میں جس طرح وحدتِ حقیقہ ہے۔ فرائض اور کشادگی
بھی ہے۔ لیکن وہ وحدتِ محضہ اور وسعت نہیں جو ہمارے فہم میں آ سکتی ہے اور نہ ہی وہ اجمال و تفصیل ہمارے
اور ان میں آ سکتا ہے۔

لَا تُذِرْكُمُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُذِرُكُمْ
الْأَبْصَارُ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
ہم نہیں دیکھیں اس کا اور ان میں کر سکتیں اور وہ
آنکھوں کا اور ان کر سکتے اور وہ وحییت
اور فہم ہے۔

بصاحت و وسعت جو حضرت ذاتِ تعالیٰ میں ہم ثابت کرتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ ایک
کا حُسن نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے۔ لیکن ان دونوں کے درمیان فرق و امتیاز جو ان کے اندر
اس مرتبہ میں ثابت ہے۔ ہمارے احاطہ اور ان سے خارج۔ اور ہمارے اقبام کے دائرہ سے باہر ہے۔
پس ملاحات اور مباحث بھی مرتبہ ذات میں متغیر ہیں۔ اور احکام میں ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اور
کلمات جو ان سے متعلق ہیں۔ وہ بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اور میری پیدائش سے جو مقصود مجھے معلوم
ہے۔ میرے علم میں پورا ہو گیا ہے۔ اور ہزار سال تجرید کی دو عالم قبول ہو گئی ہے۔ تمام تہذیبیں اس ذات
کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے دو سہولتوں کے درمیان رابطہ اور دونوں گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا
بنادیا۔ ہر حال میں بہت کامل حمد و الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام و علی اخوانہ الکریمین و علی نبیائہ و علی اولیائہ و علی
اور جب کہ مباحث بھی ملاحات کے رنگ کے ساتھ رنگیں ہو چکی ہے۔ اس بناء پر لازم ملاحظہ ابراہیمی
کے مقام نے بھی وحدت پیدا کر لی ہے۔ اور محیط نے بھی مرکز کا حکم اختیار کر لیا ہے۔

جانتا چاہیے کہ محبت کا مقام مرتبہ ملاحات سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور مقام غلت مرتبہ صاحت سے۔ محبت میں محبوبیت صرف، صرف حضرت خاتم المرسلین علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حصہ ہے۔ اور محبت خالص حضرت حکیم علی نقیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور حضرت غلیل علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام دوستی اور ہمیشگی کی نسبت رکھتے ہیں۔ محب اور محبوب اور ہوتا ہے۔ اور ہر دو ہمیشہ اور ہر ایک ایک نسبت رکھتا ہے۔

اور یہ غیر چونکہ ولایت محمدی اور ولایت مرسوی علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام والقیۃ دونوں کا ہر دورہ ہے۔ اس مقام ملاحات میں اقامت اور سکونت رکھتا ہے۔ اور ولایت محمدی علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام والقیۃ کی محبت کے طبقہ کی وجہ سے محبوبیت کی نسبت غالب ہے۔ اور محبت کی نسبت مغلوب و مستور۔

اسے فرزند! اس معاملے کے باوجود جو میری پیدائش سے وابستہ کیا گیا ہے۔ ایک اور عظیم کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے میری مریدی کے لئے (دنیا میں) نہیں لایا گیا۔ میری پیدائش سے مقصود مغلوب کی تکمیل و ارشاد نہیں۔ ایک دوسرا کام اور معاملہ ہے۔ جو شخص اللہ سے مناسبت رکھتا ہوگا۔ وہ اس دوسرے کام کے ضمن میں فیض حاصل کرے گا۔ اگر مناسبت نہ رکھتا ہوگا تو فیض نہ پاسکے گا۔

اس عظیم کام کی نسبت ارشاد و تکمیل کا کام اس طرح معمولی ہے۔ جس طرح راستے میں پڑی ہوئی چیز (جیسے تنکا دیو) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کی دعوت ان کے باطنی معاملات کی نسبت ہی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ منصب نبوت غم جو چکا ہے۔ لیکن تجلیت و وراثت کے طور پر نبوت کے کمالات و خصائص سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و انبیاء و انبیات سے ان کے قابل پیروکاروں کو بھی حقد ملتا ہے۔

مکتوب نمبر ۷

مکتوبات فیروز کی اس بلد ثانی کے جامع فقیر خیر عبدالحی کی طرف سے روانہ فرمایا

مراتب چنگاز محبت، محبت، محبت، محبت، اور دنیا، اور ان سے اوپر مرتبہ کے بیان میں۔ نیز

ان میں سے ہر ایک کی ایک پیغمبر کے ساتھ غصہ منیت اور ان کے مناسب اور کے بیان میں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ أَصْحَابِهِ ۝ الَّذِينَ احْسَنُوا ۝ سَيُؤْتِيهِمُ اللّٰهُ كَثْرًا مِّنْ فَضْلِهِ ۝

ہیں دین اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ اور تم کو اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں بنایا۔

جان لے۔ (اللہ تعالیٰ تجھے رشد و ہدایت عطا کرے) کہ محبت ذاتی کے جس کے ساتھ خداوند تعالیٰ و تقدس اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے۔ تین اعتبار سے۔ محبوبیت، محبت، اور محبت۔ محبوبیت ذاتیہ کے کمالات کا ظہور خاتم الرسل علیہ و علی آکرمہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے مشتم ہے۔ غایت مافی الہاب اتنی ذات ہے۔ کہ جانب محبوبیت میں دو کمال ہیں۔ فعلی اور انفعالی۔ فعل اصل ہے اور انفعال اس کے تابع۔ لیکن انفعال فعل کے لئے علت ذاتی ہے۔ کیونکہ انفعال اگرچہ وجود میں مؤخر ہے۔ تاہم تصور میں مقدم ہے۔

اود کمالات محبت کا ظہور حضرت کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ ہے۔

اور تیسرا اعتبار کہ نفس محبت ہے۔ بقول بشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اود اس مقام میں مشہود ہوئے دوسرے نمبر پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی مقام پر مشہود ہوئے۔ تیسرے نمبر پر حضرت نوح بھی اسی مقام میں اسی اعتبار سے وکمالی دیئے۔ حقیقت حال اللہ سبحانہ کو معلوم ہے۔

اور حضرت ذات تعالیٰ و تقدس جس طرح اپنی ذات کو دوست رکھتی ہے۔ اپنے کمالات اسمائی و صفاتی اور افعال کو بھی دوست رکھتی ہے۔

اور اسماء و صفات کے ساتھ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کی محبت کا ظہور حضرت غیبی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں بروز اتم ہے۔ اور اسمائی و صفاتی اور افعالی محبوبیت کا ظہور دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و انقیات میں متحقق اور موجود ہے۔ جس طرح ان اسماء و صفات و فیرو کی محبت کا ان میں ظہور ہے۔ اور جب اسماء و صفات اور افعال کے لئے غلاں بھی ہیں۔ تو ان غلاں کی محبوبیت کا ظہور ان کے اصولوں کے واسطے سے مراد اور محبوب اولیاء کا حصہ ہے۔ جس طرح ان غلاں کی محبت کو فریوین اور غیبین اولیاء کا حصہ ہے۔ اور محبت ذاتیہ کے مقام سے اوپر قرب کا مقام ہے۔ جو تینوں اعتبارات کا جامع اور ان کا اجمال ہے۔ اور رضا کا مقام مقام محبت و حب سے بھی اوپر ہے۔ کیونکہ رضا کا مرتبہ محبت کے مرتبہ سے اوپر ہے۔ کیونکہ محبت میں اجمالاً اور تفصیلاً نسبت کا وجود ہے۔ اور مقام رضا میں جو حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے مناسبت ہے نسبت عذو ہے۔ اور مقام ربنا سے آگے کسی کا قدم نہیں بڑھ سکتا۔ مگر خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا۔ شاید اسی

مقام سے خبر دیتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَقَدْ لَاحِظْنِي فِيهِ فَنَكَتُ
بِجَنَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰی کے ساتھ ایک خاص وقت نصیب
ہوتا ہے کہ اس وقت میرے ساتھ کوئی مقرب فرشتہ

اور کوئی عزیز بنی گنیا نش نہیں رکھتا۔

اور ایک حدیث قدسی میں شاید اسی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وارد ہوا ہے۔

يَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ
اَسْمُكَ وَمِنْ عِلْمِي وَالْوَسْمُ اَمِنْ اَوْ تَوَدَّعُ
لَا جَلَلَ لَكَ فَقَالَ عَلَيْهِ وَاَعْلٰى اِلٰهِ الصَّلٰوَةُ
كَمْ قَرِيسَ سَوَاجَ قَرِيسَ سَلَا جِيَا لِيَا تَوْحِيْدُ
وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ نَعْرِضُ لِيَا - اَسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی ہے
اور میں نہیں ہوں۔ اور یہ قریس سوا ہے۔ میں نے

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَاحِظْنِي فِيهِ

حدیث قدسی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں تولد کیا جاسکتے ہیں۔ اور آپ کی عظمت
و بزرگی کو اس جہان میں کیا پہچان سکتے ہیں۔ کیونکہ اس واسطے کہ میں سہا اور جھوٹا باہم ملا ہوا ہے۔ (اختیار نہیں
ہوتا) اور حق باطل کے ساتھ مخلوط ہے۔ قیامت کے روز آپ کی عظمت و بزرگی معلوم ہوگی۔ جب آپ
پیشروں کے امام بنیں گے۔ اور ان کے صاحبِ شقاوت ہوں گے۔ آدم اور آدم کی ساری اولاد و سب
آپ کے جہنم کے نیچے ہوں گے۔ علیہ و علیٰ جمیع الابنیا و المرسلین مِنَ الصَّلٰوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ
اَفْضَلُهَا

جائز ہے کہ اس خاص مقام میں کہ مقامِ رسالت اور ہے۔ خادموں پس خوردہ ٹھکانے والے ہیں سے کسی
خادم کو دراست اور تبعیت کے طور پر جگہ دے دیں اور طفیل کی حیثیت سے اس بارگاہ کا محرم گردیں۔
بزرگِ مہمان کا کار نامہ دشوار نیست

یہ معنی غیر انبیاء کی انبیاء پر فضیلت کو مستلزم نہیں۔ علیہم الصَّلٰوَاتِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ۔ کیونکہ خادم
کی خدمت کے ہم پلہ لوگوں کے ساتھ مساوات کیسے ہو سکتی ہے۔ اور تابع کی مقبول کے ہمسروں کے ساتھ
کیا نسبت۔ اصل مقصود ہوتا ہے۔ اور تابعِ طفیل، زیادہ سے زیادہ فضیلت جزئی تک نسبت پر پہنچتی ہے

سے تا مدیخہ الخیر، سلامہ ابسکری۔

سے کریم و گرام کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

اور اس میں کوئی استعارہ نہیں۔ کیونکہ ہر باغداد اور محام اپنے پیشے اور حرفت کے لحاظ سے خاص ہوئے ہر
 دانشمند پر فضیلت لکھا ہے۔ لیکن اس فضیلت کا کچھ اعتبار نہیں۔ بجا کلام اشارات و رموز اور اشارات
 و رمزات ہیں۔ اکثر لوگوں کے لئے ان اشارات و رموز سے کچھ حصہ نہیں۔ مگر یکہ حقین حق سے ان کی تصدیق
 کریں۔ تو ان کی یہ تصدیق ایسے ثمرات حق کے سامنے رکھ دے۔ جو انہیں نصیب دیں۔ واللہ سبحانہ العزیز
 وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اسْمُ الْهُدَى وَالْفَرْمَ مَسْأَلَةُ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى أَجْمَعٍ
 إِخْوَانِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ
 مِنَ الرُّسُلِ وَأَفْضَالُهَا وَمِنَ الشَّيْئَاتِ أَكْثَلُهَا ط

مکتوب نمبر ۸

خانم اہل کربلا سے صادر فرمایا

انص خاص، عوام اور فوسل و لوگوں کے ایمان بالعیب میں فرق کے بیان میں —

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اسْمُ الْهُدَى

سے از ہر جہ سے رود سخن و وقت خوشتر است،

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذْ اسْأَلْتُ عِبَادِي عَنِّي فَأَنِّي قَرِيبٌ د

جب میرے بندے میرے متعلق تھے وہ دریافت

کریں تو میں قریب ہوں

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَّا يَكُونُ مِنْ جَنَى قَلْبَةٍ إِلَّا

ہوئے انہیں اور نہ ہی ان کی سرکشی مگر جو تعان کا خطا ہوتی ہے

هُوَ رَافِعُهُمْ وَلَا خَاسِرَةَ إِلَّا هُوَ

اور نہ ہی ان کی سرکشی مگر جو تعان کا خطا ہوتی ہے۔ اور نہ

سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا كَثْرَ

اس کا کم اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے

إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ج

جہاں بھی وہ ہوں

سے دوست کی بات جس طرح سے ہماری سواچی گئی ہے اس سے سورہ بقرہ دوم کے سورہ بقرہ دوم

کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے فضائل اور مقام شہید کی تحقیق، اور اس امر کے بیان میں کہ ایمان بالقیب اس وقت مستحق ہے جب کہ معاملہ قرینیت تک پہنچ جائے۔ کیونکہ وہ معاملہ عالم و دہم و خیال سے باہر ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

مولانا محمد عارف نقوی کو چاہیے کہ پہلے باطل آئینوں کی نفی کرتے ہوئے معبود بحق جن سلسلہ کائنات کے سرے۔ اور جو کچھ چوٹی و چندی کے داغ سے داغدار ہے۔ اُسے لاکھ بیچے لاکھ خدائے بے چوں جن شانہ پر ایمان لائے۔

غیر کی نفی اور حق تعالیٰ کے اثبات میں کامل اور جامع ترین عبارت کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ افضل الذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، کہ سب سے افضل ذکر کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والحقیر نے اللہ سبحانہ کی طرف نقل کرتے ہوئے فرمایا۔

لَوَ أَنَّمَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَحَامِرُهَا غَيْرِي
وَأَلَا ذُرِّيَّتِي السَّبْعُ وَمَنْعَتِي عَلَى كَفَّةٍ وَكَلَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِنِي كَفَّةٍ لَمَّا لَتَّ بَيْعَتِي
اگر ساقوں آسمان اور میرے سوا ان کو آباد کرنے
والی ہر چیز اور ساقوں زمین ایک پتے میں رکھی جائی
اور کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دوسرے پتے میں، تو

کلمہ طیبہ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

کلمہ طیبہ کا پتہ کیوں، افضل اور راجح نہ ہو۔ جب کہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوا کی نفی کرتا ہے۔ چاہے آسمانوں یا زمین، عرش ہر یا کرسی، لوح ہر یا قلم، عالم ہو یا آدم اور دوسرا کلمہ معبود بحق جن بزرگوار کائنات کے سرے۔ کہ وہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ اور حق بن و غلام کے ماسوا آفاق و انفس میں سے جو کچھ ہے۔ سب کا سب چوٹی و چندی کے داغ سے داغدار ہے۔ پس جو کچھ بھی آفاق و انفس کے آئینوں میں جلوہ گر ہوگا۔ بطریق اولیٰ چوٹی و چندی سے داغدار ہوگا۔ جو نفی کرنے کے لائق ہے۔ لہذا ہمارا معلوم، مہر و مہر، اور ہمارا مشہود و محسوس سب چوٹی و چندی کے ساتھ چگونگی کے ساتھ موصوف اور حدوث و امکان کے عیب کے ساتھ معیوب ہے۔ کیونکہ ہمارا معلوم و محسوس ہمارا تراشا ہوا اور ہمارا کذب کیا ہوا ہے۔ وہ شہید جس کے ساتھ ہمارا علم تعلق رکھتا ہے۔ جین تشبیہ اور وہ کمال جو ہمارے اعجاز و فہم میں آتا ہے میں نفی ہے۔ پس جو کچھ ہم پر متبلی اور مکشوف و مشہود ہوتا ہے۔ سب غیر حق سبحانہ ہے۔ اور حق

بلند ذات وراء احواء ہے۔ حضرت طفیل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

أَتَعْبُدُونَ مَا تَشْعُبُونَ وَاللَّهُ خَالِقُكُمْ
وَمَا تَعْلَمُونَ

خود تراشا ہے اور اللہ نے تمہیں بھی اور

تبار سے اعلیٰ بھی پیدا کیا ہے

ہمارا تراشا ہوا خواہ ہم نے اُسے اللہ سے تراشا ہو یا عقل و دہم سے سب حق سبحانہ کا مخلوق ہے۔ اور
اہل عبادت نہیں۔ جیو دے ملے ملائی وہ خدا کے تعالیٰ بے چون و بے چگون ہے۔ جس کے دامن ادراک
سے ہمارے عقل و دہم کا نفع کو آہ ہے۔ اور ہمارے کشف اور شہود کی آنکھ اس سبحانہ کی عظمت و
جلال کے مشاہدہ سے شرمندہ و بد حال ہے۔ لہذا اس طرح کے خدا کے بے چون و بے چگون جن شانہ
کے ساتھ ایمان میسر نہیں آسکتا مگر بطریق غیبی کیونکہ شہودی ایمان اس بلند ذات کے ساتھ ایمان نہیں۔ بلکہ
اپنی تراشی ہوئی چیز کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ جو اس کی بلند ذات کی مخلوقات سے بلکہ اس کے غیر کے ساتھ ایمان
کو اس کے ساتھ ایمان میں شریک کرنا ہے بلکہ سر اس پر ایمان ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اس سے بچائے۔

ایمان بالغیب اس وقت میسر آتا ہے۔ جب کہ تیز رفتار دہم کے لئے وہاں گھومنے کی گنجائش نہ رہے
اور اس کی کوئی چیز بھی قوت خیالیہ میں محقق نہ ہو۔ اور یہ معنی اس کی اقریت میں متحقق ہوتا ہے۔ جو والہو
وہم و خیال سے باہر ہے۔ کیونکہ جس قدر دور ہوگی۔ وہم کی گردش وہاں زیادہ ہوگی۔ اور عظمت خیال
میں بہت جلد داخل ہوگی۔ یہ دولت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ایمان
بالغیب ان بزرگوں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا حصہ ہے۔ اور تبعیت و وراثت کے طور پر ان کے علاوہ
جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف فرمادیں۔

اور وہ ایمان بالغیب جو عام مومنوں کو حاصل ہے۔ داعی وہم سے خارج ہے۔ کیونکہ وراء احواء
عوام کے نزدیک بہت دور ہے۔ جو وہم کی جولانگاہ ہے۔ اور ان بزرگوں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و تبعیات
کے نزدیک وراء احواء عاصیہ قرب میں ہے کہ وہم کی وہاں کچھ گنجائش نہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے اور
بندہ مومن دنیا کی زندگی میں موجود ہے۔ ایمان بالغیب سے چھٹکارا نہیں۔ کیونکہ ایمان شہودی یہاں پر غیر
معتول ہے۔ اور جب آخرت کی زندگی پہنچے تو انداز ہوگی اور وہم و خیال کی تیزی کو توڑ دے گی۔ تو ایمان شہودی
مقبول ہو جائیگا۔ اور بنائے اور تراشنے کے نقص سے بہرہ جو جائیگا۔

میرا گمان ہے۔ کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں رویت خداوندی سے مشغول ہوئے۔ انرا ایمان شہوری آپ کے حق میں علیہ وسلم علی اکرم الصلوات والتسلیمات یہاں ثابت کریں تو اچھی بات ہے۔ اور یہ بنائے اور تراشتے کے نقص سے آزاد ہوئے۔ کیونکہ جس چیز کا دوسروں کے لئے کل قیامت کو ملنے کا وعدہ ہے۔ آپ کے لئے وہ سب کچھ ہیں دنیا میں حاصل ہے۔ علیہ وسلم علی اکرم الصلوات والتسلیمات۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

ہانا چاہیے۔ کہ کھرنی کو حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات نے مکمل کر دیا۔ اور شرک کے دواؤں سے کوئی درد وازہ ایسا نہ چھوڑا جس کو آپ نے بند نہ کیا ہو۔ اس لئے آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے امام قرار پائے۔ اور ان کے پیش رو ہوئے۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتسلیمات۔ کیونکہ اس دنیا میں نہایت کمال اس نئی کے پورا کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے کہ کلمہ طیبہ کی جزو ثبات کے کلمات آخرت کی زندگی پر موقوف ہیں۔

نہایت مافی الیاب اتنی بات ہے۔ کہ جب قائم الرسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اسی دنیا میں حق تعالیٰ کے دیدار کی دولت سے مشغول ہوئے۔ تو کھرنی کی چیز واثبات سے بھی اسی دنیا میں آپ نے وافر حصہ پایا۔ کہا جاسکتا ہے۔ کہ کلمہ اثبات اس جہان کے اندازے کے مطابق آپ کی تشریف آوری سے مکمل ہو گیا علیہ وسلم علی اکرم الصلوات والتسلیمات۔ جو سکتا ہے کہ اسی معنی کی خاطر پر تجلی ذات آپ کے حق میں اسی دنیا میں ثابت کرتے ہیں۔ اور دوسروں کے لئے آخرت کے وعدہ پر موقوف کرتے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰهُمُ الْهُدٰی ۙ وَالنَّوْمُ مُتَابَعَةً ۙ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ مِنَ الصَّلٰوٰتِ اَفْضَلُہَا ۙ وَالتَّسْلِیْمٰتِ اَحْضَلُہَا ۙ

مکتوب نمبر ۱۰

حضرت مجدد قدس سرہ نے براہِ حق حقائق آگاہ میں افسوس وود کی طرف مبادرت فرمائی
اس بیان میں کہ ظہورِ مرثیہ کے علاوہ کوئی ظہورِ حق نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ نہیں۔ اور جب قلب اپنی نہایت کو پہنچتا
ہے تو روش کے انوار سے کچھ روشنی اتار کر اپنے اہل کے مناسب ہو کے بیان میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلٰمِ

شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر عرش اور خبر کچھ عرش میں ہے۔ عارف کے دل کے ایک کونے میں رکھ دیں۔ تو بھی عارف کو دل کی فراقی کے باعث اس کا کچھ احساس نہ ہوگا۔ شیخ جنید اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ اور اُسے دلیل سے ثابت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حادث جب قدیم سے مل جاتا ہے۔ اور اس کا کچھ اثر نہیں رہتا۔ یعنی عرش اور جو کچھ اس میں ہے۔ سب حادث ہے۔ عارف کا دل جو انوارِ قدیم کے ظہور کا محل ہے۔ جب اس حادث کا اس دل کے ساتھ اتصال واقع ہوتا ہے۔ تو وہ حادث مضطرب نہ ہوتا ہے۔ تو محسوس کیسے ہو۔

اکابر صوفیہ پر چاہے وہ سلطان العارفین اور سید العارفین ہی ہوں۔ ہزار بار تعجب ہے کہ جب یہ اس طرح کہتے ہیں۔ اور عرش مجید کو قلبِ عارف کے سامنے کچھ حیثیت نہیں دیتے۔ اور عرش کو انوارِ قدیم کے ظہور سے علیٰ جاننے پر نہ حادث کہتے ہیں۔ اور قلب کو انوارِ قدیم کے ظہور کے واسطے سے قدیم کا نام دیتے ہیں۔ تو دوسروں کے متعلق کیا کہے اور کیا کہیں۔

اس غیر کے نزدیک جو جذبات الہی جن سلطان کا پروردہ ہے۔ یہ کہ قلبِ عارف جب اپنی استعدادِ خاص کے تقاضا سے نہایت انتہائی تک پہنچتا ہے۔ اور کمال حاصل کرتا ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی کمال محقق نہیں ہو سکتا تو اس کی قابلیت پیدا کر لیتا ہے۔ کہ انوارِ عرش کے بے نہایت انوار میں سے کسی نور کا ظہور اس پر فائز ہو۔ اور یہ نور ان انوار کی نسبت قطرہ ہے۔ دریا کے ٹھیک کے مقابلے میں بلکہ اس سے بھی کم۔ عرش وہ ہے جس کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ عظیم فرماتا ہے۔ اور استوا کے راز کو اس جگہ ثابت فرماتا ہے عارف کے دل کو جامعیت کی وجہ سے تشبیہ اور تمثیل کے طور پر عرش اللہ کہہ دیتے ہیں۔ یعنی جس طرح عرش مجید عالم کبیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان واسطہ اور خلق اور امر کے دونوں طرف کا جامع ہے۔ اسی طرح عالم صغیر میں قلب بھی عالم خلق اور عالم امر میں برزخ اور واسطہ ہے۔ اور عالم صغیر کی دونوں طرف خلق اور امر کا جامع ہے۔ پس قلب کو بھی برسبیل تشبیہ عرش کہا جاسکتا ہے۔ شنو اور پھر شنو! انوارِ قدیم کے ظہور کی وہ قابلیت جو شاہِ ظہیریت سے مستزاد و میرا ہے عرش مجید کے ساتھ مخصوص ہے۔ کوئی چیز بھی عالم خلق اور عالم امر اور عالم کبیر اور عالم صغیر میں سے اس کی قابلیت نہیں رکھتی۔ ایسے ظہور کی قابلیت صرف عرش میں ہے۔

اور عارف لامل کا قلب جامعیت اور برزخیت کے علاوہ واسطے سے ان انوار سے کچھ نہ کچھ روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور سمندر سے ایک چٹو اٹھاتا ہے۔ عرش اور عارف نامم المعارف کے سوا جہاں بھی ظہور ہے۔

وایح ظلیت سے واقفدار ہے۔ اور اصل سے اس نے کوئی ثمر نہیں پائی۔ بازید شکر کی وجہ سے اگر ایسا ہے۔
 تو اس کے لئے گناہ نش ہے۔ لیکن مجید سے جو صحو کا مدعی ہے۔ یہ بات زریب نہیں دیتی۔ یہ حضرات کیا کریں۔
 کیونکہ حقیقت سعادہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور دور جانے ظلیت کے گرداب سے ساحل کی طرف نہیں آسکے۔ یہ
 بات اگرچہ آج اکثر لوگوں کی نگاہ میں بعید و گمانی دیتی ہے۔ لیکن آج کے لئے علی کا وہ نژاد ہے۔ جلدی نہ
 کریں۔ اللہ کا علم آ رہا ہے۔ توحیدی ذکر۔ وہ سہماں و تمنا پاک ہے۔ ان سے جن کو وہ شریک ٹھہرتے ہیں
 وَالسَّلَامُ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُرْسَلِينَ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
 وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَىٰ سَائِرِ الصَّالِحِينَ وَالْمُسْلِمِينَ
 وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ

مکتوب نمبر ۱۱

حقائق و معارف آگاہ، مظہر فیض الہی، مقدم زادہ، مجدد الدین، خواجہ محمد عقیل مصوم شکر، کی طرف سے ملاحظہ فرمایا
 فوق عرش ظہور کے بعض فصائل کے بیان میں۔ اللہ آید کریم، اللہ فُور السُّلُواتِ وَالْأَرْضِ، الی آخر
 کے معنی کا وہی اور انسان کے بعض خاص کمالات اور جزا و ارضی کے فضائل اور اس کے مناسب اس کے بیان کیا
 تَعْلَمُكَ وَتُصْنَعُ عَلَىٰ نَبِيِّكَ وَتُسَبِّحُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الْكَرِيمِ

عالم کبیر و سمعت اور تفصیل کے باوجود چونکہ ہیئت و مدنی نہیں رکھتا۔ اس لئے بسیط حقیقی
 کے ظہور کی جو نسبتوں اور اعتبارات سے خالی اور تفصیل اور شیون و صفات سے مہر ہے،
 قابلیت نہیں رکھتا۔

عالم کبیر کی اجزاء میں سے سب سے اعلیٰ حضرت رحمان کا عرش ہے۔ جوفات جامع الصفات
 جن سلطنت کے انوار کا محل ہے۔ اور عرش کے ماسوا عالم کبیر میں جس قدر بھی ظہورات ہیں۔
 شاہد ظلیت سے خالی نہیں ہیں۔ اس لئے رب العالین نے عالم کبیر کے اجزاء میں سے دائر استوا
 کیلئے عرش مجید کو مخصوص فرمایا۔ جو عالم کبیر کے اجزاء میں سے افضل جز ہے۔ اس لئے کہ ظلال
 میں سے کسی ظل کا ظہور فی الحقیقت اس بلند ذات کا ظہور نہیں ہے۔ تاکہ اُسے عبارت استوا سے

تجسیر کیا جائے۔ نیز جو ظہور عرش مجید میں ہے۔ اس کو پوشیدگی لاحق نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ دائمی ہے اگرچہ آسمانوں اور زمین کا نور وہی حق تعالیٰ ہے۔ لیکن وہ نور ظلال کے پردوں سے بلا ہوا ہے۔ غلیظت کے واسطہ کے بغیر ظہور نہیں فرمایا ہے۔ اور یہ سب حاصل کردہ ظہورات ظہور عرش کے انوار نہیں۔ جنہوں نے ظلال میں سے کسی نخل کے پردے میں چھپ کر ظہور فرمایا ہے۔ جس طرح دریائے محیط سے برتنوں کے ذریعے پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے اور نفع اٹھاتے ہیں۔ اور جس طرح بڑی مشعل سے چھوٹے چھوٹے چراغ جلاتے ہیں۔ اور ان چھوٹے چھوٹے چراغوں سے اطراف و اکناف کو روشن کرتے ہیں۔ شاید کہ آیت کریمہ:-

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مِثْلُ نَوْرٍ
كَمِيٍّ كُوِّنَ فِيهَا صُفْهُاءٌ ۖ أَلْهُوَ شَاحُوتٌ
رَّجَاجَةٌ ۖ وَالرَّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ
زُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ
ذِي نُورٍ ۚ لَا شَرْقِيَّةَ وَلَا غَرْبِيَّةَ يَبْكَادُ
رُيُوسُهَا يُضَوَّىٰ ۚ وَكَوْنُهَا مَسْكَنٌ
لِّلنَّارِ ۚ وَالنَّارُ عَلَىٰ نَوْرٍ ۚ

سورة النور سورہ نور

میں انہیں صاف کی طرف اشارہ ہو۔ کیونکہ آیت مذکورہ میں مشیل اس بناء پر اختیار کی گئی تاکہ آسمانوں اور زمین میں اس نور کے ظہور کو بے واسطہ نہ سمجھ لیں اور نخل کو اصل کے ساتھ مشبہ نہ کریں۔ اور نور نخل کو نور اصل سے لیا ہوا اور روشن کیا ہوا ہائیں۔

يَخْلُقُ اللَّهُ سِیَ النُّورِ ۚ وَالنُّورُ مِنْ نَّيَّارٍ ۚ
جس کو جانتا ہے۔

آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہر محمول ہے۔ اور ہم اپنے مکاشفے کے مطابق اس کی تاویل کرتے ہیں۔ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی مراد اس کے حق توفیق سے کہتے ہیں۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

نور اسے کہتے ہیں۔ جس سے اشیا روشن ہوں۔ تمام آسمان اور زمین اسی بلند ذات کے ساتھ روشن ہیں کیونکہ اس جہان نے ان کو عدم کی تکیوں سے باہر نکالا ہے۔ اور وجود اور قواہل وجود کے ظلال کے ساتھ مشتمل

کر کے منور کیا ہے۔ آسمانوں اور زمین کو کہو جس نور سے روشن ہوئے ہیں۔ ایک جڑ طاق کی طرح تصور کرنا چاہیے۔ اور اس نور کو چرخ کی طرح جانا چاہیے۔ جو اس طاق میں بطور امانت رکھا گیا۔ اور مشکوٰۃ پر کاف تمہیں کا داخل ہونا اس بناء پر ہے۔ کہ وہ طاق اس چرخ پر مشتمل ہے۔ اور شیشے سے اسما اور صفات کا خلاصہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ نور اسما و صفات سے بلا ہوا ہے۔ شیون و اعتبارات سے محروم نہیں ہے۔ اور صفات غرض سلسلہ ان کا مشیخہ حسن و جوب اور جملہ قدم کے ساتھ ایک درخشاں ستارے کی طرح ہے۔ اور چراغ جو اس طاق میں رکھا ہوا ہے۔ وہ زیون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے۔ اور یہ جامع ظہور عرش سے گنا یہ ہے۔ کہ استواء اس ظہور سے رمز و اشارہ ہے۔ اس لئے کہ دوسرے ظہورات جو آسمانوں اور زمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس ظہور جامع کے لئے اجزاء کی مانند ہیں۔ اور جب وہ ظہور جامع لامکانی اور بے جہت ہے۔ انہیں لا شرقیہ اور لا غربیہ کہا جاسکتا ہے۔ اور یہ کَلَامُ ذَیْنِهَا یَعْنِیْ وَ کَلَامُ نَفْسِهَا مَآزِدُ اس شہرہ مبارک کی صفت ماحد ہے۔ اور اس درخت مثل یہ کی صفائی اور روشنی کا بیان ہے۔ نور علی نور یعنی شیشے کا پرہہ صفائی اور روشنی کی جہت سے نور میں اور زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور اس کے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ صفات کے کمالات ذات نکائی و تقدس کے کمالات کے ساتھ جمع ہو چکے ہیں۔ اور صفات کا حسن ذات تعالیٰ کے حسن کے ساتھ مل گیا ہے۔ کئی گنا زیادہ نور اور کمال ظہور کے باوجود یَعْنِیْ اللّٰہُ یُتَوَرَّعُ یَنْشَاءُ اللّٰہُ تَعَالٰی جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اِنْ - مَن لَّیْزَ یَجْعَلِ اللّٰہُ نُوْرًا فَاِذَا لَہٗ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ روشنی عطا کرے اس کے لئے کچھ روشنی اور نور نہیں۔ یہ جامع ظہور جو عرش سے متعلق ہے۔ تمام مشاہدات، معانیات اور مکاشفات کا منہج ہے اور حقیقی ذات اور حقیقی صفات، غرض ہر طرح کی تجلیات و ظہورات کی نہایت ہے۔ اس کے بعد معاملہ جہل کے ساتھ قرار پذیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا تصور اساحصہ فقیر انشاء اللہ تعالیٰ بیان کر لیا۔ اور جامع ظہور اگرچہ ذات کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ لیکن صفات اس مقام میں ذات کیلئے حجاب نہیں ہیں۔ صفات کا ذات تعالیٰ و تقدس کیلئے حجاب بننا ظہورات ظلیہ کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے کہ ظہورات ظلیہ مرتبہ علم میں ہیں۔ اور اصل کا ظہور مقام عین میں ہے۔ اور صفات درجہ علم میں حجاب ہیں نہ وجہ ذات میں ہم نہیں دیکھتے کہ یہ کمال مرتبہ علم میں جب تعقل تصور کرتے ہو تو علم میں اس کا ظہور صفات کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ دلزدہ ہے یا کفایت ہے۔ عالم ہے یا جاہل ہے۔ چھوٹا ہے یا بڑا ہے۔ شاعر ہے یا شاعر نگار ہے۔ یہ تمام صفات جن کا تم تعقل تصور کرو گے۔ زید کی ذات کا حجاب نہیں گی۔ اور یہ تمام تعبدات کلیہ

اس کے تشخص کا فائدہ نہیں دیتا۔ اور وہی زید جب علم سے عین کی طرف سامان باندھتا ہے اور صفات کے باوجود مشہود ہوتا ہے۔ اور معاملہ غلیظت سے اصالت میں قرار پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ زید کی صورت بطنی خارج میں موجود زید کا نقل ہے جو اس کا اصل ہے۔ یہاں اس کی صفات اس کی ذات کے لئے حجاب نہیں بنیں گی۔ اور محسوس ایک جامع الصفات شخص ہوگا۔ اور اسی طرح ذات کی حضرت ذات تعالیٰ و تقدس سے مفارقت مراتب ظلال اور مثال کی تصویروں میں ہے۔ اور جب اصل کے ساتھ وصول مقسرا گیا۔ تو صفات ذات تعالیٰ سے جدا نہیں ہوں گی اور ذات کا مشہود صفات کے مشہود سے جدا نہیں ہوگا۔ صفات کی حقیقی کو ذات کی حقیقی سے جواہل کہا گیا ہے۔ اور حقیقی افعال کو جو علیحدہ خیال کیا گیا ہے۔ سب مقامات ظلال میں ہے۔ اصل کے ساتھ وصول کے بعد صرف ایک حقیقی ہے۔ جو تینوں تعلیموں کو شامل ہے۔ مثلاً زید کو جب کوئی دیکھے تو اس ذات کا مشہود اس کی صفات سے الگ نہیں ہے۔ بلکہ اسی وقت جب کہ دیکھنے والا زید کو دیکھتا ہے عین اسی وقت اسے عالم اور فاضل بھی پاتا ہے۔ علم و فضل میں طرح اس کے دیدار کے لئے حجاب نہیں بنیں۔ ان اگر زید کا تصور کریں۔ اور بطنی صورتوں کے ساتھ اس کا ادراک کریں۔ تو صفات کو ذات سے الگ پائیں گے اور صفات اس کی ذات کیلئے حجاب بنیں گی جیسا کہ پہلے گزرا۔

تم نہیں دیکھتے کہ آخرت میں ذات جامع الصفات تعالیٰ و تقدس کا دیدار ہوگا۔ نہ کہ اسما و صفات سے خالی ذات کا۔ جو محض اعتبار ہے۔ اس لئے کہ ذات صفات سے ہرگز خالی نہیں ہو سکتی۔ اور صفات سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتیں۔ بخیر اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ عارف کامل پر جب ذات تعالیٰ و تقدس کی گرفتاری غالب آتی ہے۔ تو اسما و صفات کا ملاحظہ اس کی نظر سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور احدیت تعالیٰ کے سوا اسے کچھ مشہود نہیں ہوتا۔ لہذا ذات تعالیٰ و تقدس کا صفات سے خالی ہونا عارف کی نظر کے اعتبار سے ہوا۔ نہ خارج اور نفس الامر کے اعتبار سے۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کی تحقیق ہونے لگی۔

اور نیز یہ جامع ظہور مثالی تصویروں کا منتہی ہے۔ جو کماں ظہور عرشی کے بعد سامنے آتا ہے۔ وہ تصویر کی مثال کے آئینے میں نہیں پایا جاسکتا۔ کیونکہ مثال میں ایک چیز کو ایسی تصویر میں سامنے لاتے ہیں۔ جو خارج کے ساتھ مشابہت اور تناسب رکھتی ہو۔ اگرچہ وہ اسم میں ہی مشابہت ہو۔ اور وہ چیز جو کسی چیز کے ساتھ کسی طریقہ سے بھی خارج میں مشابہت نہ رکھتی ہو۔ اس کی تصویر مثال میں محال ہے۔ اور ظہور عرشی سے اوپر کے کمالات اسی قید سے ہیں۔ کہ کوئی چیز بھی کسی طریقہ سے ان کے مشابہ نہیں

ہے۔ تاکہ مثال میں اس کی تصویر سامنے لائی سکے۔

میں سے ہے یہ بات کہ اس مقام میں ہر وقت جہالت حائل نہ رہتی ہے۔ اور اوراک کا نشانہ عدم اوراک ہوتا ہے۔ اس دنیا میں اگرچہ اس مقام سے علم یافت کے جہل سے اور کوئی چیز حاصل نہیں ہے۔ لیکن امید ہے۔ کہ آخرت میں ایسی قوت اور اسول دیں گے۔ جو لوہے کے پتھر اور خلیج سے لاشے نہیں چھوٹا۔ اور حقیقت معاملہ سے آگاہ ہو جائیگا۔

توہر اول وہ دوبری بین ریکہ خویش خواں شیریں بین

آگاہ ہو کر عرش کے اوپر کا ظہور اس وہم میں مبتلا نہ کرے۔ کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ عرش سے اوپر قرار پذیر ہے۔ اور مقام اور جہت اس کے لئے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اور ہر ہر ایسی شے سے جو اس کی جناب قدس تعالیٰ کے لائق نہیں۔ پاک اور منزه ہے۔ زید کی صورت کاشیے میں ظہور شیشے میں قرار پذیر ہونے کو مستلزم نہیں۔ اگرچہ بے عقل لوگ وہم میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اللہ ہی کے لئے بلند صفت ہے۔

صاحب ایمان لوگ آخرت میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو بہشت میں دیکھیں گے۔ حالانکہ بہشت اور غیر بہشت حضرت حق سبحانہ کی تسبیح برابر ہے۔ اور اس بلند ذات کی مخلوق نہیں اور وہ تعلق جو کوہ طور پر پڑی تھی۔ حایت اور ملکیت کا شائبہ تک نہیں رکھتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ اتنی بات ہے۔ کہ بعض جگہیں ظہور کی قابلیت رکھتی ہیں۔ اور بعض دوسری جگہوں کے لئے یہ قابلیت نہیں ہوتی۔ صورتوں کے ظہور کی قابلیت شیشہ رکھتا ہے۔ گھوڑوں کے نعل اسکی قابلیت نہیں رکھتے۔ حالانکہ دونوں نوچے سے بنے ہیں۔ پس فرق مظہر میں کہے۔ ظاہر میں نہیں۔ اور ظاہر کی نسبت سب مظاہر برابر ہیں۔ قایل ہوں یا ناقابل۔ اور اسی طرح وہ الفاظ جو ملکیت اور جبریت کا وہم ڈالتے ہیں۔ یا حایت اور ملکیت ان سے سمجھ آتی ہے۔ ظاہر سے پھرے ہوئے نہیں۔ اور اس بلند ذات کی جناب قدس کے لائق نہیں ہیں۔ تنگی عبارت کی وجہ سے یہ الفاظ اختیار کئے گئے ہیں۔

ایں قاعدہ یادوار کا تنجا کر خدا است لئے جزو نہ کل و نہ ظرف نے مفروق است

لے تو جے دل غلط کر۔ پھر میری دوبری دیکھ۔ اور مجھے اپنی لومڑی کہہ پھر میرا شیر مرنا دیکھ۔
لے یہ قاعدہ یاد کر کہاں خدا ہے۔ وہاں نہ جزو ہے نہ کل۔ اور نہ برتن ہے اور نہ برتن میں پڑنے والی چیز۔

اور جب انسان کا دل عالم صغیر کا عرش ہے۔ اور عالم کبیر کے عرش کے شاہد ہے۔ تو وہ تجلی ہو وہاں ہے۔ اور ظلیت کے شاہی کے بغیر ہے۔ اسی طرح کی تجلی ظلیت کے شاہی کے بغیر دل کا بھی حصہ ہے۔ اگرچہ آسمانوں اور زمین میں بھی وہی تجلی پہنچی ہے۔ لیکن عداں میں سے کسی نفل کے پردے میں ہے۔ مگر دل جو عرش کی طرح ہے۔ شاہی ظلیت سے مبرا ہے۔ اگرچہ چھوٹے اور بڑے ظہور کے اعتبار سے فرق ہے۔

بقدر آئینہ حسن تو مینا بد رو

پس عرش مجید کے بعد ظلیت کے شاہی کے بغیر تجلی کا من السان کے دل کا حصہ ہے اور دوسروں کو ظلیت و امن گیر ہے۔

جاتا ہے۔ کہ ظہور عرشی اگرچہ شاہی ظلیت سے مبرا ہے۔ لیکن وہاں صفات ذات تعالیٰ تقدس کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور شیون اور اعتدات اس بلند ذات میں ثابت ہیں۔ اگرچہ اس مرتبہ میں صفات اور شکونات ذات کے لئے حجاب نہیں ہیں۔ لیکن دید و دانش میں شریک ہیں۔ اور محبت و گرفتاری میں بھی شریک ہیں۔ احدیت بجز وہ تعالت و تقدست کے گرفتاران محبت کسی امر کی شرکت سے راضی نہیں ہیں۔ اور مطابق آیت کریمہ

اَلَا يَذَّابِلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

مِنْ دُونِ خَالصِ الدِّينِ

مِنْ خَالصِ الدِّينِ خَالصِ الدِّينِ

صفات کی عدم شرکت و رعایت کے فرق کے مطابق انسان کی ہیئت و حدانی کا حصہ ہے۔ اور ہیئت و حدانی کا حصہ انسان کا دل ہے۔ اور جزو ارضی کا حصہ انسان ہے۔ اور ان سب سے اوپر انسان کی وہ ہیئت و حدانی ہے۔ جو اس کی جزو ارضی کی صورت میں سامنے آئی ہے اور اس کا رنگ پکڑا ہے۔ محقر یہ کہ اس معاملہ کا عمدہ حصہ جزو ارضی ہے۔ دوسرے امور تعینات نامہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسان میں دو چیزیں ایسی ہیں۔ جو عرش میں اور عالم کبیر کے لئے بھی ان دو چیزوں سے کوئی حصہ نہیں۔ انسان میں ایک تو جزو ارضی ہے۔ جو عرش میں نہیں ہے۔ اور ایک ہیئت و حدانی ہے۔ جو عالم کبیر میں نہیں ہے۔ اور وہ شعور جو ہیئت و حدانی سے تعلق رکھتا ہے۔ انور علی نور ہے۔ جو عالم اصغر (قلب) کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس انسان ایک مجموعہ ہے۔ جس

بقدر آئینہ حسن دکھائی دیتا ہے۔

نے خلافت کی لیاقت پیدا کی ہے اور امانت کے بوجھ کو اٹھایا ہے ۔

انسان کے مادر اور عجیب خصائص کے متعلق مَن ۔ کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے ۔ کہ حضرت احدیت مجروحہ کا آئینہ ہونے کی قابلیت پیدا کر لیتا ہے ۔ اور صفات و شیونات کے اقتران و اتصال کے بغیر ہی ذات احد تعالیٰ شانہ کا مظہر بن جاتا ہے ۔ حالانکہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس ہر وقت اپنی صفات و شیونات کی جامع ہے ۔ ذات تعالیٰ کے لئے کسی وقت بھی صفات و شیونات سے علیحدگی نہیں ۔

اس کی تفصیل یوں ہے ۔ کہ انسان کا بل جب ذات احدیت تعالیٰ و تقدس کے ماسوا کی گرفتاری سے آزاد ہو جاتا ہے ۔ تو ذات احد بل سلطانہ کے ساتھ گرفتاری پیدا کر لیتا ہے ۔ اور صفات و شیونات میں کچھ بھی اس کا ملحوظ ، منظور ، مقصود ، اور مطلوب نہیں ہوتا ۔ مطابق اَلْمَوَدَّةُ مَمْنُونَةٌ اَحَبُّ اِلَى الْاِنْسَانِ اس کے ساتھ ہوتا ہے ۔ جس سے اس کو محبت ہو ۔ اس کے لئے حضرت احدیت مجروحہ کیساتھ ایک مجہول الکلیفۃ اتصال پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور وہ گرفتاری جو اُسے ذات احد بل سلطانہ کے ساتھ حاصل ہوئی تھی ۔ ایک بے چون قرب کی نسبت بے چون ذات کے ساتھ اس میں ثابت کر دیتی ہے ۔ اس وقت انسان کا بل ذات احد کا آئینہ بن جاتا ہے ۔ اس حیثیت سے کہ انسان کا بل میں صفات و شیونات میں سے کوئی چیز بھی اس میں مشہود اور دکھائی نہیں دیتی ۔ بلکہ اس میں احدیت مجروحہ تعالیٰ و تقدس ظاہر اور جلوہ گر ہو جاتی ہے ۔ ” سبحان اللہ العظیم ”

وہ ذات جو صفات سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتی تھی ۔ انسان کا بل کے شیشہ میں تجرہ کی بیثیت سے ظاہر اور جلوہ گر ہو گئی ۔ اور حسن ذاتی ، حسن صفاتی سے متمیز اور جدا ہو گیا ۔ اس طرح کی آئینہ داری اور مظہریت انسان کا بل کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی ہے ۔ اور حضرت ذات تعالیٰ و تقدس ، صفات و شیونات کے بغیر انسان کے سوا کسی چیز میں جلوہ گر نہیں ہوا ۔

عرش مجید عالم گیر میں حضرت ذات جامع الصفات تعالیٰ و تقدس کا مظہر ہے ۔ اور انسان کا بل عالم صغیر میں حضرت ذات احد کا جو صرف اعتبارات سے ہے ، مظہر ہے ۔ یہ آئینہ داری انسان کے بحالیات میں سے ہے ۔ اور اللہ سبحانہ عطا کرنے والا ہے ۔ جو وہ عطا کرے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو روک روک لے ۔ اُسے کوئی عطا نہیں کر سکتا ۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰهُ الْاَمْدُ لِي وَالتَّوْبَةُ مَتَابَعَةُ السُّلْطَانِ عَلِيٍّ وَعَلٰی اٰلِهِ وَ
اَصْحَابِهِ السَّلَوَاتِ وَالنَّجَاتِ الْعُسْیَ

مکتوب نمبر ۱۲

محبت محمد ابراہیم خاں قدس سرہ کے برابر عشقِ مبارک آگاہ میں غلام محمد کی

طرف مباد فرمایا

اس بیان میں کہ فرشتہ اگرچہ اصل کو دیکھتا ہے۔ اور انسان کا شہودِ نفس کے آئینہ میں ہے لیکن اس دولتِ شہود کو انسان میں کاجزہ نہ لگایا ہے۔ اور اس کے ساتھ اسے بقا بخشی گئی ہے۔ اور اس کے مناسب طور کے بیان میں

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنُورِهِ نُبْشِرُ الْمَوْتَىٰ وَأَرْسِلُ الرُّسُلَ بُشْرًا

ملاحظہ کرام علی بنینا و طہیم المسلمون و المسلمات اصل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اصل کی طرف متوجہ اور اصل کے ساتھ گرفتاری رکھتے ہیں۔ اور خلقت کا شاہد ان کے حق میں معقول ہے۔ اس دنیا میں کم ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان بچانہ و امر و نہی سے باہر قدم رکھتا ہو۔ اور آفاق و انفس کے آئینوں کے بغیر شہودِ دائمی پیدا کرتا ہے۔ اصل کے ساتھ رسول کے بعد انوارِ اصل کے غلبہ کا پرتو اس کے قلب کے آئینہ میں جلوہ گر کر کے اسے عالم کی طرف واپس کر دیتے ہیں۔ اور ناقصوں کی توفیق اس کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اس رجوع میں اس کی بھی تربیت ہے۔ اور دوسروں کی بھی۔ کیونکہ انوارِ اصل کا پرتو جو انسان میں جزم کی حیثیت رکھتا ہے۔ مدتِ رجوع میں دوسری اجزاء کو بھی اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے اور اپنے رنگ سے رنگین بناتا ہے۔ جس طرح کہ دوسروں کو نقص سے کمال کی طرف لاتا ہے۔ اور غیب سے شہود کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور جب دعوت اور رجوع کی مدت مکمل ہو جاتی ہے۔ اور تحریر اپنی میعادِ معین کو پہنچ جاتی ہے۔ تو اصل کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رفیقِ اعلیٰ کی خدائے اس کی طبیعت سے بلند ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور ہر گندہ تعلقات سے نجات حاصل کرتے ہوئے سامانِ غیب سے شہادت کی طرف اٹھ کر لے جاتا ہے۔ اور معاف کو گوش سے آفریں لکے آتا ہے۔ اور "موت ایک پہل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے" یہاں صادق آتا ہے۔ جانا چاہیے۔ کہ فرشتہ اگرچہ اصل کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور انسان کا شہودِ نفس کے آئینہ میں ہے لیکن شہود کی اس دولت کو اس میں جزم کی طرح دکھایا ہے۔ اور اس کے ساتھ بقا بخشی گئی ہے اور اس کے ساتھ تحقیق کیا گیا ہے۔ بخلاف فرشتہ کے کہ اس میں یہ دولت جزم کی طرح نہیں رکھی گئی۔

وہ باہر سے نظر نہ کرتے تھے۔ اور اُسے اس کے ساتھ بقاء اور تحقق حاصل نہیں ہوتا۔ اصل کے ساتھ رنگین ہونا جو انسان کو میسر ہوا ہے غرضتہ کو میسر نہیں۔ اور وہ اختصاص جو غائیوں کو نصیب ہوا ہے۔ قدسیوں کو حاصل نہیں ہو سکا۔ اس لئے کہ اندر رہنے اور باہر رہنے میں بڑا فرق ہے۔ اگرچہ اندرونی دولت جہز کی طرح ہے۔ اور بیرونی کل کی طرح۔ لیکن اندر اندر رہے اور باہر باہر۔ بجا کلام اشارہ اور بشارت ہے۔ اس لئے خواص بشر خواص ملک سے افضل نہیں۔ اور خواص ملک کے ہوتے ہوئے انہوں نے ہی خلافت کا استحقاق پیدا کیا ہے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

زمین زادہ پر آسمان کا ملکہ زمین و زمان را پس انداختہ

انسان کو یہ دولت جزو عارضی کے واسطہ سے میسر ہوئی ہے۔ اور قلب جو عرض الہیہ ہے۔ اسی عنصر خاص کی وجہ سے بنا ہے۔ جو کل کا بامعرا اور داعیہ امکان کا مرکز ہے۔ ان زمین نے ہستی اور کمزوری کی وجہ سے ہی یہ سب بلندی اور رفعت پیدا کی ہے۔ اور عاجزی نے اس کے سرگرم بند کیا ہے۔ کیونکہ "جو اپنے آپ کو اللہ سبحانہ کے لئے نیچے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بلند کرتا ہے"

اور جب انسان کابل و عورت اور رجوع کی قدرت کے مکمل ہونے کے بعد اور اصل کے رنگ سے رنگین ہونے کے بعد اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جنابِ قدس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اُسے ایک رابطہ اور انبساط میسر آتا ہے۔ یقین ہے کہ دوسرے کو میسر نہیں آسکتا۔ اور جو قرب و مرتبہ اسے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے کو نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اصل میں غائی ہو چکا ہے۔ اور اصل کے ساتھ بقاء پیدا کر لی ہے اور اصل کے رنگ کے ساتھ رنگین ہو گیا ہے۔ دوسرے کو کیا حال کہ اس کے ساتھ برابر ہو سکے۔ اس لئے کہ دوسروں کا رنگین ہونا تجرد و تنزہ کے اعتبار سے اگرچہ اکمل اور اتم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ باہر سے آیا ہے اس لئے عارضی شے کا حکم رکھتا ہے۔ اور انسان کا رنگین ہونا چونکہ اندر سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ذاتی کا حکم رکھتا ہے۔ اور دونوں میں بہت فرق ہے۔ یہ کمال انبیاء و صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیما علیہم اجمعین کے ساتھ مخصوص ہے۔ کہ خواص بشر سے بھی حضرات مراد نہیں۔ اور وراثت و تبعیت کے طور پر جس کو چاہیں۔ اس دولت عظمیٰ کے ساتھ مشرف فرمادیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التحیۃ کے صحابہ میں یہ دولت ان کی صحبت کی برکت سے پائی جاتی تھی۔ اور غیر اصحاب کرام میں سے جس کو چاہتے ہیں توانستہ ہیں

لے زمین سے پیدا شدہ انسان آسمان پر چلا گیا۔ زمین و زمان کو بچے چھوڑتے ہوئے۔

اگرچہ حضورؐ سے جگہ بہت ہی مختور ہے ہیں۔

اگر بادشاہ پرور پیرزن ، بیاد تو اسے خواجہ بہت ممکن

اسے پروردگار بجز رحمت سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیات والتسلیٰات اکملہا و اتعلاہما ہمارے
سے ہمارے نور کو مکمل فرما۔ اور ہمیں بخش دے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مکتوب نمبر ۱۳

مرزا شمس الدین کی طرف صادر فرمایا

اس کے خط کے جواب میں۔ اور اس بیان میں کہ ملائے غواہر کا حقد کیا چیز ہے اور
بلذکرہ صولہ کا حقد کیا۔ اور ملائے لاسین کا جو انبیاء کے وارث ہیں۔ کیا حصہ ہے۔

اور اس کے ملائے کے معنی میں

بالحمد والصلوة و تبلیغ الدعوات۔ فقیر کہتا ہے۔ کہ آپ کا صحیفہ شریف جو آپ نے از روئے
کرم صادر فرمایا ہے۔ اخوی اعزہ فی شیخ محمد طاہر نے پہنچایا۔ اور خوش وقت کیا۔ اس میں درج تھا۔ کہ
زمانہ ملاقات کے حاصل ہونے تک ان کتبات سے مشرف اور یاد فرمائیں۔ جو نصیحت کی باتوں پر مشتمل
ہوں۔ میرے مذہب و مکرم۔ "الْبَيْتُ الَّذِي فِيهِ الدِّينُ قَوْمًا لِّقَوْمٍ" سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ
افضلہا ومن التحیات اکملہا۔ یعنی نصیحت یہی ہے کہ دین پر چلو اور حضور سید المرسلین علیہ وعلیہم
الصلوة والسلام کی پیروی اختیار کرو۔

تبع عقائد کے بعد دین و متابعت سے ملائے غواہر کا حقد شرائع و احکام کا علم اور اس علم کے
تعملاً کے مطابق عمل ہے۔ بلذکرہ صولہ جو کچھ علماء رکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ احوال و مواجید اور حکومت
و مہارت سے بھی حصہ پاتے ہیں۔ اور ملائے لاسین کا حقد جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیٰات کے وارث
ہیں۔ ملائے غواہر کے علم و عمل اور صوفیا کے احوال و مواجید کے علاوہ اسرار و دقائق بھی ہیں۔ جو مشاہدات

نہ اگر بادشاہ بڑھیا کے دروازے پر آئے تو اسے خواجہ تو حسد سے اپنی مونہ نہیں نہ اکھیر۔

قرآنی میں پائے جاتے ہیں۔ اور جن کی طرف رمز و اشارہ ہو چکا۔ اور برسرِ میل تاویل انہیں ودق کیا جا چکا ہے
پس علماءِ راستین ہی متابعت میں کامل اور وراثت کے ساتھ موصوف ہیں۔ یہ حضرت تبعیت اور وراثت
کے طور پر انبیاءِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دولتِ خاص میں شریک ہیں۔ اور بارگاہِ کے محرمِ راز ہیں۔
اس لئے "عُلَمَاءُ اَشْطٰی کُلَّیْنِیَہِ نَجَی اِسْتَرْشٰی" یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔
کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں۔ تو حم پر علمنا، عمداً، علاناً اور ویداً استیاء المرسلین اور حبیب
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وَالْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالْاٰمَۃِ اٰجِمِیْنَ الصَّلٰوٰتِ وَالْمَقَاتِ
کی متابعت ضروری ہے۔ تاکہ حصولِ وراثت کا وسیلہ بنے۔ جو درجاتِ سعادت کی انتہا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۴

مولانا احمد ربکی، کی طرف صادر فرمایا

ان کے اس استفاد میں کہ صاحبِ منصب ولی اپنے منصب کا علم رکھتا ہے یا نہیں۔ اور دوسرا استفادہ کہ خدائی اللہ اور لقا اللہ اس وقت

نکاح نصیب نہیں ہوا۔ اور اپنے اقوال کی عدم اطلاع کے متعلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

آپ کے دو خطائے بعد دیگرے موصوف ہوئے۔ ہمارے مصائب پر ماتم پڑسی کے متعلق
آپ نے لکھا تھا۔ "اِنَّا لَنَدُوْا اِنَّا لَنُیَدْرَا جَعَلُوْا"۔ یاروں اور دوستوں کو فریادیں کہ ستر ستر ہزار مرتبہ
کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر فرزندِ مرحوم خواجہ محمد صادق اور اس کی ہمیشہ و مرحومہ اُم کلثوم کی
روح کو بخشیں اور ستر ہزار بار کا ثواب ایک کو بخشیں اور دوسرے ستر ہزار بار کا ثواب
دوسرے کی روح کو بخشیں۔ دوستوں سے دعا اور فاتحہ کی درخواست ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ مکتوبات میں درج ہے کہ صاحبِ منصب اپنے منصب کا علم رکھتا ہے
میرے مخدوم، قطب الاقطاب صاحبِ علم ہوتا ہے۔ اور تحفہ جگہوں کے قطب اس کے اجزاء
کی طرح ہیں۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں۔ بعض کو اپنے قطب مدار ہونے کا علم ہوتا ہے۔

اور بعض کو نہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ قربانی اللہ اور بقا یا اللہ اب تک حاصل نہیں ہوئی۔ کیا کیا جائے
آپ صحبت میں بہت کم رہے ہیں۔ اور اتنی دیر بھی جنیں شہر سے کہ تمہیں تمہارے بعض احوال کے حاصل
ہونے کی اطلاع دی جاتی۔ میں اب ہندوستان میں بیٹھا ہوا اعتباری فنا اور بقا کو دیکھ رہا ہوں۔ اور
یہ دو کمال جن کا تم نے ذکر کیا ہے۔ میں تمہارے اندر اُن کا احساس کر رہا ہوں۔ اور تم اس معنی کا افکار
کر رہے ہو۔ درمیان میں بڑا فائدہ حاصل ہے۔ جب تک ظاہری ملاقات پیسر نہ ہو۔ مخفی احوال پر طبع
کرنا دشوار ہے۔

مشائخ نے فنا اور بقا میں تشکیک کی ہے۔ جو سب رموز و اشارے ظنی پر ہے۔ اپنے آپ کے متعلق
کیا پاسکتا ہے۔ اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ہر ایک کو احوال کا علم عطا نہیں فرماتا۔ بلکہ ایک شخص کو احوال
کا علم دیا کر کے پیشوا بنا دیتا ہے۔ اور پھر ایک گروہ کو اس کے ساتھ وابستہ کر کے مرتبہ کمال و تکمیل
تک پہنچاتا ہے۔

خاص کتب ہندو مصلحت عام را

کاش کہ شیخ حسن کو چند روز اور نگاہ دیکھ کر اس کے بعض احوال پر اطلاع کر کے تمہاری خدمت
میں ہم بھیج سکتے۔ تمہارا آنا مشکل ہے۔ تمہارے سمجھ دار اور قابل دوستوں میں سے اگر کوئی آتا۔ اور
چند روز یہاں ٹھہرتا اور بات بھی سمجھتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ تاکہ ضروری چیزیں اُسے بتا دی جاسکیں۔ مقصود یہ
ہے۔ کہ احوال حاصل ہوں۔ احوال پر اطلاع ایک دوسری چیز ہے۔ باقی بوقت ملاقات انشاء اللہ تعالیٰ
والسلام

ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ علوم کے درس و تدریس سے اپنے آپ کو کبھی معاف نہ رکھنا۔ بلکہ
تمہارا تمام وقت درس میں ڈوبا ہوا ہونا چاہیے۔ ذکر و فکر کی جوس نہ کریں۔ رات کی گھڑیاں ذکر و
فکر کے لئے بہت ہیں۔ شیخ حسن کو بھی سبق دیتے رہیں۔ اور بیکار نہ چھوڑیں۔ اور جب کہ وہ علاقے
علم سے بہت کم حصہ رکھتے ہیں۔ تو وہاں علوم شریفہ کو زعمہ کریں۔ زیادہ بار بار کیا تاکید کروں۔
خواجہ اولیاء کے مکتوبات کے اوراق موصول ہونے۔ اکثر جاہلین فکر سے گزریں۔ یہ دراصل حضرت
حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں ہیں۔ اُمید دار رہیں تاکہ یہ باتیں قوت سے فعل میں آجائیں

مصلحت عام کی خاطر اللہ تعالیٰ ایک بندے کو جن پیتا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۵

فقیرِ سالار کے ساداتِ عظام اور اس قصبہ کے باشندگان

اور نامور بزرگوار کے نام مبارک

اُمید و توبہ کی کتاب میں جس نے عیدِ قربان میں خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر ترک کر دیا اور اس کے مناسب

امور کے بیان میں

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَرِضْلَہٗ عَلٰی عِبَادِہٖ الَّذِیْنَ اَخْطٰی“

بلکہ سالار کے ساداتِ عظام اور وہاں کے باشندگان اور نامور بزرگوں کے باعزت خادموں کو تکلیف دینے کا باعث یہ ہے۔ کہ سننے میں آیا ہے۔ کہ اس شہر کے خطیب نے عیدِ قربان کے خطبہ میں خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ترک کیا ہے۔ اور ان کے سبب اس کا سماؤ گرامی نہیں ملے۔ اور یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ جب کہ لوگوں نے اس بارے میں اس سے دریافت کیا تو وہ بھول اور نسیان کا عذر کرنے کی بجائے سرکشی سے پیش آیا ہے۔ اور کہا ہے کہ کیا ہو گیا اگر خلفاءِ راشدین کے نام مذکور نہیں ہوئے نیز یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ وہاں کے اکابر اور باشندگان نے اس بارے میں سستی کی ہے۔ اور اس بے انصاف خطیب کے ساتھ صفتی اور ورستی کے ساتھ پیش نہیں آئے۔

واللہ اعلم بالصواب

خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر پاک اگر خطیب کے شرائط میں سے نہیں ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کے شعائر میں سے ضرور ہے۔ ان کے ذکر مبارک کو قصداً اور سرکشی کے ساتھ وہی ترک کر لیا۔ جس کا دل مرعہ اور باطن غیبت ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ اس نے تعصب اور عناد سے ترک نہیں کیا۔ تاہم ”مَنْ قَسَبَہٗ یَقُوْمُ فِیْہٖ مِنْہٗمْ“ (جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کی وہ انہیں میں شمار ہوگا) کی وعید کا کیا جواب ہوگا اور تہمت کی جگہ سے کیسے خلاصی میسر کی۔ حالانکہ قرآن مجید علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ”اَتَقُوْا اَنْتُمْ اَنْتُمْ“ تہمت کی جگہ سے بچو۔ اور اگر یہ شخص حضراتِ شیخین کی تقدیم و تفضیل میں توقف کرتا ہے۔ تو اہل سنت کے طریقے کا تارک

ہے۔ اور حضرات ختین (حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہم) کی محبت میں شک رکھتا ہے۔ تو بھی اہل حق سے خارج اور دُور ہے۔ اور بعید نہیں کہ اس بے حقیقت خطیب نے پوشمیری ہونے کے ساتھ منسوب ہے۔ اس خبیث و پلیدی پوشمیری کے بدعتیوں، رافضیوں سے اخذ کیا ہو۔ اُسے سمجھانا چاہیے کہ حضرات شیخین کی افضلیت اجماع صحابہ اور تابعین کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس اجماع کو اکابر ائمہ کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ ان ائمہ میں سے ایک حضرت امام شافعی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شیخ امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

رَأَتْ ثَقُفِيْنِ اَنَا بَكْرٌ ثُمَّ عَمْرُو
بیشک ابوبکر پھر عمر کا باقی امت پر افضل ہونا
عَلَى اَفْئِيَةِ الْاُمَمَةِ قَطِيْعٌ
قفس ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

وَقَدْ تَوَقَّعْتُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
بِخِلَافَتِهِ وَكَرْسِي مَمْلَكَتِهِ وَرَبِّئِيْنَ
الْجَمْعِ الْخَفِيْرِ مِنْ شَيْعَتِهِ اَنْ لَا يَبْكُوْ
وَعَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اَفْضَلُ اُمَّةٍ
ثُمَّ قَالُوْا وَرَوَاهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ نَيْفٌ وَثَانُوْنَ اَنْفُسًا وَعَدِيْنَهُمْ
جَمَاعَةٌ ثُمَّ قَالُوْا فَقِيْمَ اللَّهُ الرَّافِضَةَ
مَا اَجْعَلَهُمْ

بیشک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان
کھدائے خلافت اور کرسی سلطنت میں اور بہت
بڑے جمع کے سامنے اور آپ کے ملنے والوں
کے روبرو قوا کے ساتھ یہ بات ثابت ہو چکی
ہے۔ کہ بے شک حضرت ابوبکر اور عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما تمام امت سے افضل ہیں اور
اس بات کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی
سے کچھ اور افراد نے نقل کیا ہے۔ اور ان میں سے
ایک جماعت کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ پھر انہوں نے
فرمایا۔ اللہ تعالیٰ رافضیوں کو ذلیل کرے۔

نکتہ قابلِ پسِ تامل

اور روایت کیا ہے امام بخاری نے جن کی کتاب اللہ کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ صحیح ہے۔
کہ نبی علیہ و علی آله الصلوٰۃ والسلام کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر ابوبکر ہیں۔ پھر عمر۔ پھر
ایک اور آدمی۔ تو ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے کہا پھر آپ ہونگے۔ تو حضرت علی نے فرمایا۔ سو اے اس
کے نہیں کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ملاوۃ
دوسرے اکابر صحابہ اور تابعین سے اس قسم کی بہت اور مشہور روایات موجود ہیں۔ جن کا انکار نہیں

کر یا سگر جاہل یا بندہ سی۔

اور اس بے الفصاف خطیب سے کہنا چاہیے۔ کہ ہمیں حضور علیہ السلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ کرام کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم ہے۔ اور ان سے بغض رکھنا اور انہیں تکلیف دینا ممنوع ہے۔ آپ کے دونوں داماد (حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اکابر صحابہ اور انسور علیہ وعلیہم السلوٰۃ والتسلیمات کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اس لئے محبت اور دوستی کے بہت حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِمْ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ
بِالنَّيِّبِ
آپ فرمادیں۔ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے
اس پر اجرت مگر دوستی قریبیوں کے
ساتھ

اور حضور علیہ السلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ بَنِي إِصْحَابِي لَا تَخْذُوا لَهُمْ قَرْمًا
بِالنَّيِّبِ فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَقَبِلُوا أَحِبَّتُهُمْ وَ
مَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَبِلُوا بَغْضَتَهُمْ وَسَوْ
أَذَاهُمْ فَقَدْ أَذَى ابْنِي وَمَنْ أَذَى ابْنِي فَقَدْ
أَذَى اللَّهِ وَمَنْ أَذَى اللَّهِ فَقَدْ أَذَى اللَّهِ
أَنْ يَأْخُذَهُ

ترجمہ شریف
تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور میں نے مجھے
تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔ تو قریب
ہے کہ اللہ اسے پکڑے۔

اس قسم کا بد بچوں اور بچوں ابتدا سے لیکر اس وقت معلوم نہیں کہ ہندوستان میں کھلا ہو۔ قریب ہے کہ یہ معاملہ پورے شہر سامانہ کو متہم کر دے بلکہ ہندوستان پر سے اعتماد اٹھ جائے۔ بادشاہ وقت (اللہ تعالیٰ اسے دشمنان اسلام پر فتح و نصرت عطا کرے) اہلسنت سے ہے۔ اور مفتی مذہب ہے۔ اس کے دور حکومت میں اس طرح کی بدعت کا مرتکب ہونا جبری و لیری ہے۔ بلکہ فی الحقیقت بادشاہ کے ساتھ متقابل ہے۔ اور اولی الامر کی اطاعت سے نکلنے والی بات ہے۔ اس کے باوجود تعقیب ہے۔ کہ وہاں کے مہذبان عظام اس واقعہ میں اپنے آپ کو بے قصور خیال کرتے ہیں اور سستی کرتے ہیں۔

المذتبارک و تعالیٰ اہل کتاب کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے -

لَوْلَا يَنْفَعُهُمْ الزَّبَانِيُّونَ وَلَا لَخَافُ الْعَنْ
قَوْلِهِمْ إِلَّا تُدَوِّسُ بَيْنَهُمُ السُّخْتُ
يُفْسِدُ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ط
نیز المذتبارک و تعالیٰ فرماتا ہے -

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُكْذِبِ فَعْلُوهُ
يَفْسِدُ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ط
یہ لوگ برائی کرنے والوں کو بُرائی سے نہیں
روکتے تھے۔ البتہ بہت ہی بُرا ہے جو وہ کرتے تھے

” سَمَاءُ الْمَلَكُوتِ ”

اس قسم کے واقعات کے رونما ہونے کے باوجود غفلت پرستنا بد عقیقہ لوگوں کو ولیر کرنے
والی بات ہے۔ کہ دین میں رخنہ انداز ہونے کے مترادف ہے۔ یہ بات بھی سُنّتیوں میں شمار
ہوتی ہے۔ کہ مہدی کی جماعت وہاں کھلے بندوں اہل حق کو اپنے باطل مسلک کی طرف دعوت
دیتی اور حقواری مدت میں ایک دو افراد کو بھیڑیوں کی طرح ریورسے اٹھا لیتے ہیں۔ زیادہ کیا تکلیف
دے جبکہ یہ وحشت انگیز خبر حلقے میں آئی۔ اور اس نے شورش پیدا کی اور میری دگر باروقی کو
حرکت دی تو یہ کلمات نگہ دیئے۔ امید ہے کہ معذور قرار دیں گے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ مَنْ اتَّبَعَ الْمُهْدٰی وَالْقَوْمَ مُتَابِعَةً الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِہٖمُ الصَّلٰوٰتُ
وَالسَّلَامٰتُ وَالْبَرَکٰتُ

مکتوب نمبر ۱۶

شیخ بدیع الدین سہارنپوری کی طرف صادر فرمایا

اس کے استفسارات کے جواب میں اور برنخ سفری کے عجائب و غرائب کے بیان میں

اور برگ طاعون اور اس کے مناسب امور کے بیان میں

” اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلَاۃٌ عَلٰی عِبَادِہٖ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ”

آپ کا صحیفہ شریف موصول ہوا۔ اس میں درج تھا کہ اس علاقہ میں دو بڑے زبردست حادثے رونما ہوئے ہیں۔ ایک طاعون کا حادثہ اور دوسرا قحط کا۔ اللہ سبحانہ ہمیں اور تم کو ان بلیات سے بچائے رکھے۔

آپ نے لکھا تھا کہ ان فتوں کے باوجود دن رات عبادت و مراقبہ میں گزرتے ہیں۔ اور باطن معمور اور آباد ہے۔ اس حال پر اللہ سبحانہ کی حمد اور احسان ہے۔ جو سوالات آپ کے مکتوب میں درج تھے۔ ان کا جواب حسب ذیل ہے۔ سنتوں میں اکثر اوقات چار قل کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اور مردوں کیلئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں۔ دستار قدر مسنون سے زیادہ ہے۔ ہم قدر مسنون پر کفایت کرتے ہیں۔ اور ہم عہد نامہ نہیں لکھتے۔ کیونکہ پلیدیوں کے ساتھ آلودہ ہونے کا احتمال ہے۔ اور سند صحیح سے بھی ثابت نہیں۔ اور علماء و علماء الفہر کا عمل بھی نہیں۔ اور مشائخ سے تیزک کے طور پر حاصل شدہ پیراہن کو اگر کفن میں قمیص کی جگہ استعمال میں لائیں تو اس کی گھائش ہے شہدائے کرام کے کپڑے ہی ان کے کفن ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ”مجھے میرے ان دو کپڑوں میں ہی کفن دینا“

برزخ صغریٰ (قبر) جبکہ ایک جہت سے مقامات وغیرہ میں سے ہے۔ اس لئے ترقی کا احتمال رکھتی ہے۔ اور عالم قبر کے احوال اشخاص کے تقادس سے آپس میں بڑا فرق رکھتے ہیں۔

الْأَنْبِيَاءُ يُكَلِّمُونَ فِي الْقُبُورِ ۖ

انبیاء و کرام قبر میں نماز ادا فرماتے ہیں

یہ حدیث آپ نے سنی ہوگی

اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج جب حضرت کلیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کے نزدیک سے گزرے تو دیکھا کہ آپ قبر میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔ اور اسی لحاظ میں جب آپ آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم کو وہاں پایا۔ اس جگہ کا معاملہ بڑے عجیب و غریب رکھتا ہے۔ ان انعام میں جب کہ میرے فرزند اعظم مرحوم کی وفات واقع ہونے کے باعث اس عالم قبر کی طرقت توجہ اور نظر کرنے کا اتفاق زیادہ ہوتا ہے۔ اس بناء پر بہت سے امراء و غیرہ ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ

لَعَنَ قُلٌّ يَا أَيُّهَا الْخَلِيفَةُ إِنَّ قُلَّ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ قُلَّ أَنْتُمْ هِيَ الْعَلَمُ إِنَّ قُلَّ أَنْتُمْ هِيَ الْعَلَمُ

لیکن دُعا میں ہے۔ اگر میت کی پشانی یا اس کے ہمارے یا کفن پر عہدہ نہ لکھا جائے۔ تو امید ہے کہ اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

اگر ان کا قصور واضح نہ ہو تو کوئی فتنوں کا باعث بن جائے۔

اگرچہ عرش مجید جنت کی چھت ہے۔ تاہم قیر بھی جنت کے باغات میں سے ایک بان غیب ہے اگرچہ عقل کوتاہ اندیش اس کا تصور کرنے سے عاجز ہے۔ وہ دوسری آنکھ ہے۔ جو ان عجائبات کا تماشا کرتی ہے۔ جس طرح کس طرح کر کے۔ اگرچہ صورت ایمان بھی موجب نجات ہے۔ لیکن کلمہ طیبہ کی قبولیت اور بلندی عمل صالح کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور موت وہاں سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ جس طرح کفار سے جنگ کے دن مورچے سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور جو شخص وہابی زمین میں صبر کے ساتھ رہے۔ اور وہیں مر جائے۔ شہداء میں سے ہے۔ اور فقہ قبر سے محفوظ ہے۔ اور اگر صبر کرے اور نہ کرے تو غازیوں میں سے ہے۔

إِنْ قَالَ لِي مَتَى مَتَى سَبْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِي دَائِي التَّوْبَةُ أَهْلًا وَسَكِينًا

چند روز سے باغیچہ اور کھانسی نے مذاہل کر رکھا ہے۔ جسمانی صحت لاحق ہے۔ اس مجبوری کے تحت صرف جوابات پر ہی کفایت کی ہے۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۷

سیرۃ اصنام الدین احمدیہ کی طرف صادر فرمایا

”اس بیان میں کس عالم کی مصیبتیں اگرچہ بغیر زخم لگائی ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ترقیات کا باعث اور مہریم ہیں۔ اور مرضی طاعون کی فضیلت اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔“

بعد الحمد والصلوة وتبلغ الدعوات۔ فقیر رنج دینے کا باعث بن رہا ہے۔ کہ آپ کا مکتوب شریف جو آپ نے دوبارہ ماقم پڑھی سمراہ شیخ مصطفیٰ اور سال کیا تھا۔ فقیر اس کے مضمون سے مستفید ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ یہ مصیبتیں بظاہر زخم ہیں۔ لیکن فی الحقیقت بعایت اللہ سبحانہ و تعالیٰ ترقیات اور مہریم ہیں۔ وہ نتائج و ثمرات جو اس دنیا میں ان پر مرتب ہوسکتے ہیں۔ ان ثمرات و نتائج

۱۰۔ مجھے اگر کہتا ہے کہ مر رہا تو بخیر مری مر رہا ہوں اور دائمی موت کا آقا و مہذب بننے میرے استقلال کو گوارا ہوں۔

کا سوداں جسے کہیں۔ جن کی حق تعالیٰ کی عنایات سے آخرت میں توقع اور امید ہے۔

پس فرزندوں کا ہونا مین رحمت ہے۔ ان کی زندگی میں منافع اور فوائد ہیں اور ان کی موت پر بھی نتائج و ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔

امام اہل علی الشہ علیہ السلام میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانہ خلافت میں قین دفعہ طاعون پڑا۔ اور اس طاعون میں حضور علیہ وعلی آلہ وعلیہ السلام کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تراسی لڑکے فوت ہو گئے اور حضور علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا برکت کی تھی۔ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چالیس لڑکے فوت ہو گئے۔ جب کہ حضرت خیر الانام علیہ وعلی آلہ وعلیہ السلام کے معاصر کرام کے ساتھ یہ معاملہ فرماتے ہیں۔ تو ہم گناہ گار کس حساب اور شمار و قہار میں ہیں۔

حدیث میں وارد ہے۔ کہ پہلی امتوں کے لئے طاعون عذاب تھا۔ اور اس امت کیلئے شہادت کا ذریعہ ہے۔ بلاشبہ اس بلا میں بہت سے لوگ مرتے ہیں۔ بڑے حضور دل اور توجہ الی الآخرت کی حالت میں مرتے ہیں۔ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ کوئی دوسرا بھی اس بلا والی جماعت سے لاسحق ہو جائے۔ اور دنیا سے آخرت کی طرف سامان اٹھالے جائے۔ یہ بلا اس امت میں بظاہر غضب ہے۔ لیکن باطن میں رحمت ہے۔

میاں شیخ طاہر نے نقل کیا تھا۔ کہ لاہور طاعون کے ایام میں ایک شخص دیکھا گیا۔ کہ جس کو ملا لگد کہتے ہیں۔ جو ان ایام میں سنیں مریگا۔ حسرت اور افسوس کرے گا۔ ہاں جب بھی ان طاعون سے فوت ہونے والوں کے حالات پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ تو احوال غریبہ اور معاملات عجیبہ مشاہدے میں آتے ہیں شاید شہدائے فی سبیل اللہ انھیں خصوصیات سے ممتاز ہوتے ہیں۔

میرے مخلص! میرے فرزند عزیز! خواجہ محمد صادق اقدس مرکزی وفات عظیم مصائب میں سے ہے معلوم نہیں کہ کوئی شخص اس طرح کی مصیبت میں مبتلا کیا گیا ہو۔ لیکن اس مصیبت میں جو صبر و ضبط و حیا و تقویٰ ہے اس کی تعریف کو ہر ایک کی ذہنی نعمتوں اور عظیم انعامات میں سے ہے۔ یہ ناچیز حق تعالیٰ سے استعاذتا ہے کہ اس مصیبت کی جزا آخرت کیلئے تیار رکھے۔ اور دنیا میں اس کی کچھ بھی جزاء ظاہر نہ ہو۔ اگرچہ فقیر جانتا ہے کہ یہ سوال بھی بے فائدہ ہے۔ ورنہ وہ تعالیٰ واسع المغفرہ ہے۔ اور اللہ ہی کے قبضہ میں دنیا و آخرت ہے۔ اور وہ توں سے بھی درخواست ہے۔ کہ وہ امداد، اعانت، سلامتی خاتمہ کی دعا کرتے رہیں اور انسانیت کو لازم غفرتوں اور بشریت کی وجہ سے پیدا ہونے والی کوتاہیوں سے درگزر کریں۔ اسے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخشش اور ہمارے

کاموں میں ہماری نیا دنیوں کو بھی بخش اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافروں پر ہماری مدد و نصرت فرما۔
وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرَتَيْنِ أَهْلِ الْاٰلِہٖ

مکتوب نمبر ۱۸

شیخ جمال ناگوری کی طرف سے ارسال فرمایا

اس بیان میں کہ علماء و ائمہین کا کیا حق ہے۔ اور علماء کا ہر کام کیا۔ اور صلیہ کا کیا حق ہے اور

اُن کے تمام کام و جواب ہر اُس نے کہا تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلٰوۃٌ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِۂٖ الطَّیِّبِٖنَ اٰلِۂٖ الطَّیِّبِٖنَ

اُن کے لئے اور ذرۃ اُن کے لئے

مکملہ اور انبیاء کے وارث ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہی علماء و ائمہ کی مدح و ثنا کے لئے کافی ہے۔ علم وراثت
علم شریعت ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا باقی ماند ہے۔ اور علم شریعت کا ایک صورت ہے
اور ایک حقیقت۔ صورت وہ ہے جو ظاہری علماء کا حصہ ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ صغیر ہے۔ اور
علمیات کتاب و سنت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کی حقیقت وہ ہے جو علماء و ائمہین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کا حصہ ہے۔ جو کتاب و سنت کے مشابہات سے تعلق رکھتی ہے۔ علمیات اگرچہ ائمہات
کتاب ہیں۔ لیکن ان کے نتائج و ثمرات مشابہات ہیں۔ جو کتاب کے مقاصد ہیں۔ ائمہات حصول
نتائج کے لئے وسائل سے زیادہ مشیت نہیں رکھتے۔ پس کتاب کا لب (مغز) مشابہات ہیں۔ اور
علمیات ان کا چھلکا ہیں۔ مشابہات ہی ہیں۔ جو رمز اور اشارہ کے طور پر اصل کو بیان کرتی ہیں۔ اور
اس معاملہ کی حقیقت کا نشان بتاتی ہیں۔ علماء و ائمہین نے چھلکے کو مغز کے ساتھ جمع کر لیا ہے۔ اور
شریعت کی صورت و حقیقت کے مجموعے کو پالیا ہے۔ اور ان بزرگوں نے شریعت کو اس شخص کی
طرح تصور کر لیا ہے۔ جس کا پرست اور مغز صورت اور حقیقت جو۔ شرائع اور احکام کے علم کو انہوں نے
صورت شریعت جانا ہے۔ اور حقائق اور اسرار کے علم کو حقیقت شریعت کہا ہے۔ اور ایک جماعت

نے صورت شریعت میں گرفتار ہو کر اس کی حقیقت سے انکار کیا ہے۔ اور انہوں نے اپنا سپہ اور عقدا
ہدایہ اور بزدلی کے کسی چیز کو قرار نہیں دیا۔ اور ایک دوسری جماعت اگرچہ حقیقت شریعت میں گرفتار
ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اس کو شریعت کی حقیقت نہیں جانا۔ بلکہ شریعت کو صورت میں منحصر
رکھا ہے۔ اور اسے پورے خیالی کیا ہے۔ اور لیت و مغز کو اس کے ماسوا میں تصور کیا ہے۔ تو ناچار
اس وجہ سے اس کی حقیقت سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اور مشابہات سے کچھ حصہ نہ پاسکے۔ تو
علماء راسخین ہی درحقیقت وارث ہیں۔ اللہ شہادتاً ہمیں اور تمہیں ان کے محققین اور ان کے نشانات
پر چلنے والوں میں سے کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اخوی میاں شیخ نور محمد نے آپ کی طرف سے ظاہر کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا
ہے۔ کہ ہمیں دوسرے سلاسل کے مشائخ سے اجازتیں ہیں۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کی جانب سے بھی ہیں
اجازت چاہتا ہوں۔

مخدوم و مکرم! پیری و مریدی طریقہ نقشبندیہ میں طریقہ کے سکھانے اور سیکھنے سے ہے۔
کلاہ اور شجرہ سے نہیں۔ جس طرح کہ دوسرے سلاسل میں متعارف ہے۔ ان بزرگوں کا طریقہ صحبت ہے
اور ان کی تربیت ان کا ہی ہے۔ اس بناء پر ان کی ہدایت میں دوسروں کی ضایت درج ہے اور ان کا
راستہ بالکل قریب ہے۔ ان کی نظر امراض قلبیہ کو شفا دیتی ہے۔ اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دفع
کرتی ہے۔

نقشبندیہ عجیب قافلہ سالارند کہ برآمد از روپنہاں بحریم قافلہ را
امید ہے کہ معذور جانیں گے۔ نیک لوگ عذر قبول کرتے ہیں۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۹

بیرحمۃ اللہ کی طرف صاف فرمایا

نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار نہیں کہ پوشیدہ پوشیدہ قافلے کو حرم ملک پہنچا دیتے ہیں۔

دشمن سنت کی اتباع، ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب، اور اس کے مناسب امور کے،

بیان میں

بعد الحمد والصلوة و تبلیغ الدعوات - سیادت پناہ انجومی داعترنی میر محبت اللہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ان حدود کے فقراء کے حالات و کوائف تعریف کے لائق ہیں۔ اللہ سبحانہ سے درخواست ہے کہ وہ تمہیں سلامتی، اثبات قدمی اور استقامت عطا کرے۔

اس بدعت میں آپ نے اپنے علاقہ کے حالات کی کیفیت سے مطلع نہیں کیا۔ بعد مسافت رکاوٹوں میں سے ہے۔

نصرت بس یہی ہے کہ دینی احکام کا التزام ہو۔ اور حضور مید المرسلین علیہ و علی آله و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اختیار کی جائے۔ اور سنت سنیہ کا بجالانا اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب اختیار کیا جائے۔ اگرچہ بدعت صبح کی روشنی کی طرح دکھائی دیتی ہو۔ کیونکہ بدعت میں فی الحقیقت کوئی نواز اور منیا نہیں۔ اور سید کے لئے اس میں کوئی شفا نہیں۔ اور نہ کسی مرض کے لئے اس میں علاج ہے۔ بیویاں بدعت میں کیسے پانی جاسکتی ہیں۔ بدعت یا تو رافعہ شدت ہے یا اس سے خاموش اور بدعت ساکتہ ضروری ہے۔ کہ شدت پر زائد ہو۔ تو اس طرح وہ بھی فی الحقیقت شدت کی رافعہ ہے۔ کیونکہ نفس پر زیادتی نفس کا نسخ ہے۔ لہذا جو بدعت بھی ہو وہ ضرور شدت کو مٹاتی ہے۔ اور اس کے مخالف ہوتی ہے۔ لہذا بدعت میں کوئی خیر اور حسن نہیں۔ اور کاش کہ میں جان لیتا کہ دین کامل میں پیدا شدہ بدعت کو حسن کہنے والوں نے کیسے اسے حسن کہنے کا فیصلہ کر لیا۔ حالانکہ دین کامل ہو چکا۔ اولیٰ پندیدہ اسلام کی نعمت مکمل ہو چکی۔ اور انھیں یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ دین کے اہمال و اتمام کے بعد اس میں عبادت کا اجرا اور اس سے رضائے الہی کا حاصل ہونا درستی سے دور ہے۔ تو حق کے بعد نہیں مگر گمراہی آہ اگر وہ جانتے کہ دین کامل میں کسی محدث (بدعت) کو حسن کہنا اور اس کے علم کمال کو مستلزم ہے۔ اور نعمت کے نامکمل ہونے سے خبر دیتا ہے۔ تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ اے اللہ! ہمیں نہ کھڑا کر ہم بھول جائیں یا غلط کر بیٹھیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ مَنْ لَّدُنْكُمْ

مکتوب نمبر ۲۰

مولانا محمد طاہر بن محمد کی طرف سے صادر فرمایا

نماز کے فضائل میں اور اس امر کی ترغیب میں کہ اس کے ارکان، شرائط، آداب اور

تعدیل، ارکان کا حقد بھالانے چاہئیں اور ان کے مناسب نمبر کے بیان میں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

آپ کا وہ مکتوب شریف جو آپ نے جنپور کی طرف سے لکھا تھا موصول ہوا۔ چونکہ وہ کمزوری بدن کی خبر پر مشتمل تھا۔ اس سلسلے بے آرامی کا باعث ہوا۔ فقیر تندرستی کی اطلاع کا منتظر ہے۔ کسی آنے والے کے ذریعے اطلاع کرنا اور اپنے احوال کی کیفیات تحریر کرنا۔

اسے محبت کے اطوار سے! جب کہ یہ دنیا والی عمل ہے۔ اور وارحہ دار آخرت ہے۔ اسلئے اعمال صالحہ کے بجالانے میں کوشش اور سعی کرنی چاہیے۔ بہترین اعمال اور فاضلترین عبادات نماز کا قائم کرنا ہے۔ کیونکہ یہ دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ اسلئے اس کے ادا کرنے میں پورا پورا اہتمام کرنا چاہیے اور اعتیاد کرنی چاہیے کہ اس کے ارکان، شرائط، مستحبات پورے پورے ادا ہوں۔ نماز میں اطمینان اور تعویذی ارکان کی تکرار کے ساتھ بار بار تاکید کی جاتی ہے۔ اس کا بہت زیادہ خیال رکھیں۔ کیونکہ اکثر لوگوں نے نماز کو ضائع کر رکھا ہے۔ اور تعویذی ارکان کو درجہ برہم کر چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بہت وحیدیں اور ڈانٹ کے الفاظ وارد ہیں۔ جب نماز درست گئی تو بڑی امید ہے کہ کلمات میسر آجائے کیونکہ دین قائم ہو گیا۔ اور عروج کا معراج اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

بیشک غلطی سے صغریاں از برائے کور ہی سودا ہوں

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ مَنْ أَتَىٰ وَالتَّوَكُّلُ مُسَابِقَةُ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ وَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ الْعُسَىٰ

مکتوب نمبر ۲۱

خواجہ محمد صدیق مقلب ہم ہدایہ کو صادر فرمایا

اس بیان میں کہ حدیث قدسی فی یسعی الرضی الہ میں قلب سے مراد گوشت کا ٹکڑا ہے نہ کہ حقیقت جامعہ جس کی وسعت سے بعض مشائخ نے خبر دی ہے۔ لیکن گوشت کا وہ ٹکڑا مراد ہے جس نے سونک و ہڈی، تصغیر و تزکیہ اور تمکین قلب اور اطمینان نفس کے بعد اجزاء و عشرہ سے ترکیب پائی ہے۔ اور حقیقت و عدالتی پیدا کی ہے۔ اور گوشت کے اس ٹکڑے کی فضیلت حقیقت جامعہ پر چند وجہ سے ہے۔ اور اس بیان میں یہ تمام کمالات جو اس پارہ گوشت کے متعلق ثابت ہیں۔ مقام قاب و کین میں نہیں۔ اور اخذ فی کا معاد اس سے بھی دوا دے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہٖ اَلْبَدِیْنِ اَسْتَغْفِرُہٗ
آپ نے پوچھا تھا کہ تو نے اپنے کتب و رسائل میں لکھا ہے۔ ظہور قلبی ظہور عرشی کا لہجہ ہے۔ اور فضیلت کی صرف ظہور عرشی کی ہے اور حدیث قدسی میں آیا ہے۔

لَا یَسْعٰی اَرْضَی وَلَا سَعٰی وَلٰیکن
نہیں وسعت رکھتے میری۔ نہ میری زمین اور
یَسْعٰی قَلْبِیْ الْغَوٰیِبِ
نہ میرا اعمال۔ بلکہ میری وسعت میرے بندہ
مومن کا بولی رکھتا ہے۔

اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ ظہور قلبی اتم ہے۔ اور فضیلت بھی اسی کے متعلق ثابت ہے۔ محبت کے نشانات والے اس سوال کا حل ایک مقدمہ پر مبنی ہے۔ جاننا چاہیے کہ ارباب و ولایت قلب بول کر اس سے انسان کی حقیقت جامعہ مراد لیتے ہیں۔ جو عالم امر سے ہے۔ اور بزبان نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و النبیۃ قلب اس پارہ گوشت سے عبارت ہے۔ جس کی درستی کے ساتھ بدن کی درستی اور اس کے فساد سے بدن کا فساد وابستہ ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے کہ

اَنَّ بِنِیْ جَسَدِہٖ اَوْ دَمَہٗ لَفُتْعَہٗ
ہے۔ جب وہ درست ہوتا ہے۔ تو سارا بدن
وَرَمَتْ ہوتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہوتا ہے
تو سارا بدن خراب ہوتا ہے۔ سن لو
اَلَا وَہِیَ الْقَلْبُ

بنداری خیرین کہ وہ قلب ہے

وسعت قلب اطلاقِ اول کو لازم ہے۔ یہیں سے ہے کہ جنید و یازیدِ قدس سرہما نے وسعتِ قلب سے خبر دی ہے۔ اور عرش و مافیہ کو عظمتِ قلب کے سامنے حقیر گمان کیا ہے۔ اور دل کی تنگی اطلاقِ ثانی کو لازم ہے۔ اس مقام میں قلب اس قدر تنگ ہے کہ جزائے حقیر کی بھی جو تمام شیا سے اصغر اور حقیر چیز ہے۔ اس میں گنجائش نہیں۔ بعض اوقات جب تنگیِ قلب کو جزائے حقیر کی کے ساتھ نسبت دی جاتی ہے۔ تو وہ حقیر جز (جزائے حقیر) قلب کے مقابلے میں آسمانوں اور زمینوں کے طبقات کی طرح عظیم و کھالی دیتا ہے۔ یہ معاملہ عقل کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اسے ذہن میں رکھو۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا۔ تو جان لو کہ وہ ظہور جو حقیقتِ جامعہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ شک نہیں کہ ظہورِ تامِ عرش کی نسبت صرف ایک ہر تو ہے۔ اس مقام میں فضیلتِ کلی صرف عرش کے لئے ہے۔ اور شیخِ یزید اور شیخِ جنید جنہوں نے قلب کو سب سے کشادہ اور فراخ کہا ہے۔ اور عرش و مافیہ کو جامعیتِ قلب کے سامنے حقیر مانا ہے۔ یہ شئی کے مٹنے کے شئی کے ساتھ مشتبہ ہونے کے قبیلے سے ہے۔ اور اس اشتباہ کے منشا کو فخر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں بار بار لکھا ہے۔ اور وہ جو حدیثِ قدسی میں آیا ہے۔ وہ لسانِ انبیاءِ عظیم الصلوات والتسلیمات کے موافق ہے۔ اور اس قلب سے مراد یہی پارہ گوشت ہے۔ اور شک نہیں کہ ظہورِ اتم یہاں ہے۔ اور اس کی بلند ذات کی احدیت مجرورہ کا آئینہ بننا اس کے لئے مستمم ہے۔ عرش کے لئے اگرچہ ظہورِ تام سے جو ظہورِ اصل ہے۔ حقد وافر حاصل ہے۔ لیکن اس مقام میں صفات کی آمیزش ہے۔ اور جبکہ صفات فی الحقیقت حضرت ذاتِ تعالیٰ و قدس کے غلال ہیں اس بنا پر وہ ظہورِ قللیت کی ملاوٹ سے پاک اور مبرا نہیں ہوتا۔ یہیں سے ہے کہ عرش کو ظہورِ انسانی سے جو اصل صرف سے خلقِ مکمل ہے۔ بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ اور اس معاملے کا مرکز بھی انسان ہے۔

سوال۔ حدیثِ قدسی سے تو اس قلب کی وسعت معلوم ہوتی ہے۔ اور تو اسے تنگ کہہ رہا ہے؟
جواب۔ اس کی تنگی اس واسطے ہی کہ اس میں گنجائش نہ ہونے کے اعتبار سے ہے۔ اور اس کی وسعت انوارِ قدم کے ظہور کے اعتبار سے ہے۔ "بہت تنگ بہت وسیع، بسیط بہت ہی بسیط۔ بہت چوڑا بہت زیادہ"

سوال۔ فضیلت کے لائق تو حقیقتِ جامعہ ہے جو عالمِ امر سے ہے۔ پارہ گوشت نے جو عالمِ خلق سے ہے۔ اور عناصرِ مرکب ہے۔ یہ فضیلت کہاں سے پائی؟

جواب۔ عالمِ خلق کو عالمِ امر پر فضیلت ہے۔ لیکن اس فضیلت کے اور ایک سے محام کیا اکثر خواص بھی قاصر ہیں۔ اس معنی کو اس فقرے نے اپنے اس مکتوب میں جو اپنے غرضِ فزندہ پر جو

نام بیان طریق میں لکھا ہے۔ واضح کیا ہے۔ اگر تیرے اور شک باقی رہ جائے۔ تو وہاں سے تسکین کر لیں۔ اس پارہ گوشت کی حقیقت (مجھ سے) مٹن۔ عوام کا یہ پارہ گوشت تو عناصر اربعہ کی ترکیب سے بنا ہے اور خواص بلکہ انفس خواص کا یہ پارہ گوشت وہ ہے۔ کہ سلوک و جذبہ، تصفیہ و تزکیہ اور تمکین قلب اور اطمینان نفس کے بعد بلکہ بعض نفس خداوندی میں سلطانہ سے اجزائے عشرہ سے ترکیب پاکر صورت اختیار کی ہے۔ پھر بڑے تو عناصر اربعہ ہیں۔ ایک جزو نفس مطہر ہے اور پانچ عالم اس سے ہیں۔ ان دس اجزاء کی آپس میں تضاد و تباہی کے باوجود قدرت کاملہ واجب الوجود تعالیٰ و تقدس سے ان کے تضاد و تباہی کی صورت زائل ہو چکی ہے۔ اور یہ آپس میں جمع ہو چکے ہیں۔ اور ایک ہیئت و عدائی پیدا کر لی ہے۔ اور اس طرح انہوں نے ایک الجوبہ حاصل کیا ہے۔ اس معاملہ میں جزو اعظم عنصر خاک ہے۔ یہ و مدانی ہیئت بھی جزو ارضی کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور خاک کیساتھ قرار کیا ہے۔

خاک شو خاک تا بروید علی کبرج خاک نیست منظر گل

اسے براورد! ارباب ولایت کا ہاتھ ان علوم و معارف کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ حسین انوار عزت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر سے حاصل کئے گئے ہیں۔

ذَٰلِكَ فَفَعَّلُ اللَّهُ يُرِيدُ مِنْ يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ط

اور وہ بول جس کے لئے اطمینان کا سوال غلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی الملائکۃ المقربین الصلوٰۃ والسلام اکتھا واکملھا نے کیا تھا یہی پارہ گوشت ہے۔ نہ کہ اس کی حقیقت جو جامعہ حضرت غلیل الرحمن علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تمکین سے پرستہ اور اطمینان نفس تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے کہ یہ تمکین اور یہ اطمینان مرتبہ ولایت میں جو زینہ نبوت ہے، حاصل ہو جاتا ہے۔ علی الانبیاء الصلوٰۃ والسلام والحقیر۔ شانی نبوت کے مناسب پارہ گوشت میں تغیر و تبدل ہے۔ نہ کہ حقیقت جامعہ۔ کیونکہ وہ تو عوام کا حصہ ہے۔ اور حضرت رسالت خاتمیت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر نے جو شبابت قلب طلب کیا ہے اور کہا ہے

اللَّهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي
اے اللہ! دلوں کو پھرنے والے میرے دل کو اپنی
طاقت پر ثبات اور مضبوطی عطا فرما۔

خاک بن خاک، تاکہ چھوٹ گئی۔ کیونکہ پھول کا منظر خاک کے سوا اور کوئی چیز نہیں بن سکتی۔

ترجمہ و ابن ماجہ بروایت انس رضی اللہ عنہ۔ حشکوة

تو اس سے مقصود اس پارہ گوشت کا ثبات ہے۔

اور بعض اداویث میں جو قلب کے تغیر و تبدل کے متعلق وارد ہوا ہے، امتیوں کے حالات پر نظر کرتے ہوئے وہاں قلب سے معنی عام بھی مراد ہو سکتا ہے۔ جو پارہ گوشت اور حقیقت جامعہ دونوں کو شامل ہے۔

سوال۔ یہ پارہ گوشت جبکہ نسیحی قلب صمدی المؤمن کے شرف سے مشرف ہو گیا ہو۔ اور حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے آئینہ بننے کے لائق ہو چکا ہو۔ تو پھر اس میں قلب واضطراب کیوں ہوتا ہے۔ اور وہ مزید الطمینان کا کیوں محتاج ہوتا ہے۔

جواب۔ ظہور اگرچہ اتمیت پیدا کر دیتا ہے، اور شیون اور صفات کے شائبہ سے آزاد کر دیتا ہے۔ لیکن جہل و حیرت زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اور ناشناسی اور عدم وصول زیادہ تر حاصل کرتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس ظہور اور اس گنجائش کے باوجود کمال جہل و حیرت سے وجود صانع پر، دلیل طلب کرتا ہے۔ اور عوام کی طرح استدلال یا تقلید کے بغیر صانع تعالیٰ کے وجود کا یقین پیدا نہیں کرتا۔ لہذا تعجب واضطراب اس کے حال کے مناسب ہوتا ہے۔ نیز طلب الطمینان ضروری ہوتا ہے۔ اور اس فقرے اپنے بعض وسائل میں لکھا ہے۔ کہ صاحب یقین عارف کو رجوع کے بعد استدلال کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور اس مقام میں معلوم ہوا کہ ہمیں حصول وصول کے وقت بھی دلیل کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ مقام قرب نبوت کے کمالات کے حال کے مناسب ہے علی صاحبہا السلوٰۃ والسلام والنجیۃ۔ اور وہ مقام مرتبہ ولایت کے حالات کے مناسب ہے۔ اور جب اس قلب دالے کو دعوت کی طرف رجوع واقع ہوتا ہے۔ تو بے قراری واضطراب، دل کا تغیر و تبدل اس سے زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ جبکہ عین وصول اور حصول کے وقت جہل و حیرت کی وجہ سے دلیل کا محتاج ہے۔ تو زمانہ فرقت میں استدلال کا بطریق اولیٰ زیادہ محتاج ہوگا۔ تاکہ استدلال کے ذریعہ کچھ نہ کچھ الطمینان حاصل کرے۔

علامہ انیسیم کہتے ہیں۔ کہ وہ دولت جو چند روز کے لئے اس سے پوشیدہ کر لی گئی ہو اور اس کی درغ بھائی کے ساتھ داغدار ہو چکا ہے۔ وہ اس کے لائق ہے۔ کہ ہمیشہ بے قراری اور اضطراب میں رہے۔ اور ہمیشہ غم و حزن کی حالت میں رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ

کھاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مقواصل الحزن والغم الممکن ، خفاک اور منتظر رہتے تھے ۔

اب فقیر بعض وجوہ کو بتاتا ہے ۔ جو قلب کے ان دو اطلاق میں فرق کرتی ہیں ۔ گوش ہوش سے سنیں ۔ حقیقت جامعہ جو کہ عالم امر سے ہے ۔ قصیدہ اور ترکیب کے بعد اسے تمکین تام میسر آجاتی ہے بخلاف پارہ گوشت کے کہ اس کا الطینان اور اک حواس سے وابستہ ہے ۔ جب تک کسی شے کو حواس سے ادراک نہ کرے بے قراری سے باہر نہیں آسکتا ۔ اسی لئے حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والملك الممقربین نے اپنے قلب کے الطینان کا سوال کیا اور عرض کیا ۔

رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تَحْيِي الْمَوْتَى
اے میرے رب ! مجھے دکھا کہ تو مردے
کیسے زندہ کرے گا ۔

فرق کرنے والی دوسری وجہ یہ ہے ۔ کہ حقیقت جامعہ ذکر کا اثر قبول کرتی ہے ۔ اور جب ذکر تک پہنچتی ہے ۔ تو ذکر کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے ۔ اور ذکر کے ساتھ ہی قائم ہو جاتی ہے ۔ اور اس مقام کو صاحب عوارف قدس اللہ تعالیٰ عنہ نے نشان تر مقام کہا ہے ۔ اور قلب کے اس قیام کو ذکر ذات تعالیٰ سے تعبیر کیا ہے بخلاف پارہ گوشت کے ۔ کہ ذکر کے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں ۔ اس کا اثر پذیر ہونا لگیا اور ذکر کے ساتھ قیام کیا ۔ وہاں بالاماتہ مذکور کا مظهر ہے ۔ نہ کہ ظہیرت کے ساتھ ۔ ذکر کے عروج کی نہایت مذکور کی و بیز تک ہے ۔

تیسرا فرق یہ ہے ۔ کہ حقیقت جامعہ جب نہایت النہایت تک پہنچتی ہے ۔ اور ولایت خاصہ سے حصہ وافر حاصل کر لیتی ہے ۔ اگر مطلوب کی آئینہ دار بن جائے ۔ تو کل اس میں غل ملطوب ہوگا نہ عین مطلوب ۔ جس طرح ظاہری شیشہ میں کہ اس شخص کی مثال ظاہر ہوتی ہے نہ کہ عین شخص ۔ بخلاف پارہ گوشت کے برعکس اس میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے ۔ عین مطلوب ہے نہ کہ اس کا غل ۔ اسی لئے حدیث قدسی فرمائی ہے ۔

يَسْعَى ثَلَاثٌ عَبْدِي الْمَوْتِ
تین اپنے بندہ مومن کے دل میں سماتا ہوں

یہ معاملہ بھی نظر و فکر سے بلند ہے ۔ اس سے ہرگز معلول اور ممکن نہ سمجھ لیا کیونکہ یہ کفر و زندہ قہ ہے ۔ اگرچہ قتل معاش یقین سنیں کر سکتی کہ ایک شے کا عین دوسری شے میں ظاہر ہو ۔ لیکن وہاں ملول اور مٹھرانہ ہو ۔ یہ عقل کی نارسائی کے باعث ہے ۔ اور غائب کا حاضر پر قیاس ہے ۔ اس لئے تو کوتاہ بین لوگوں سے نہ ہو ۔

جو متافرق یہ ہے کہ حقیقت جامعہ عالم امر سے ہے۔ اور پارہ گوشت عالم خلق سے۔ بلکہ عالم خلق و امر دونوں اس کے اجزاء ہیں۔ اور خلق اس کا جزو اعظم ہے اور امر اس کا چھوٹا جزو۔ ان دونوں جزو کے اجتماع سے اس کی حیثیت و صفاتی ایجاد ہوئی ہے۔ جو اجماع بہ روزگار بن کر سامنے آئی ہے۔ یہ اجماع اگرچہ عالم خلق اور عالم امر سے ایک الگ شے ہے۔ اور کسی شے کیساتھ کسی طرح بھی اپنی حیثیت ترکیبی میں مناسبت اور مشابہت نہیں رکھتی۔ لیکن شمار عالم خلق میں ہوتی ہے۔ اس لئے جزو خاکی اس معاملہ میں ایک عداوت ہے اور خاک کی پستی اس کی رفعت کا باعث بن گئی ہے۔

ان دونوں میں ایک فرق یہ ہے کہ حقیقت جامعہ کی وسعت اشیاء کی صورتوں کے اس میں ظہور کے اعتبار سے ہے اور پارہ گوشت کی وسعت جو اس کی مثلی کے بعد سامنے آتی ہے۔ مطلوب کی گنجائش کے اعتبار سے ہے۔ جو نامحدود اور غیر متناہی ہے۔ اور وہ مثلی اس کی تنگ دہلیز ہے کہ اس کے گھسنے سے رکاوٹ ہے۔ حتیٰ کہ ذکر کو بھی نہیں چھوڑتی کہ مذکور کے پروں میں داخل ہو۔ اور شائبہ ظلیت کو بھی باقی نہیں رہنے دیتی کہ اس خانہ مقدس کے گرد گھومے۔

اور نیز اقل (حقیقت جامعہ) کی فراخی بلکہ چوں کا شائبہ رکھتی ہے۔ اس لئے چوں ذات کے لائق نہیں اور دوسرے کی فراخی نے چوئی سے بھی حصہ پایا ہے۔ اس لئے چوں کی اس میں گنجائش نہیں۔ مجاہد کا رد ہوا ہے۔ کہ اسی قول کو دعوت کی طرف رجوع کے بعد ظلت اور سیاہی ظاری ہو جاتی ہے۔ یہیں سے ہے کہ حضرت حسینہ البشیر علیہ عظیم العلوٰۃ والقیامات نے فرمایا ہے۔

سَلَامَةُ لَيْعَانٍ عَلَى قَلْبِي

بیشک میرے دل میں بھی پردہ چھاما ہے۔

کہاں تنگ فرق بیان کرے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اسے برا اور اس پارہ گوشت کو معمولی شے خیال نہ کرنا۔ بلکہ یہ نہایت قیمتی جوہر ہے۔ جن میں عالم خلق کے خزانے اور اسرار و دیابت رکھے گئے ہیں۔ اور عالم امر کے وقفے اور معنی اور بھی اس میں مدفون ہیں۔ علاوہ انہیں وہ شے بھی ہے۔ جو عالم خلق اور عالم امر میں الگ الگ موجود نہیں۔ اور وہ اس کے معاملات خاصہ ہیں۔ جو اس کی حیثیت و صفاتی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پہلے دس اجزاء کو تعظیم، تزکیہ، ہذب و سلوک اور خاد و بقائے ساتھ پاک اور طہر کر رہے ہیں۔ اور اس کے تعلقات کی میل سے صاف کرتے ہیں۔ مثلاً دل کو بیقراری سے گذار کر تمکین و اطمینان تک پہنچاتے ہیں۔ اور نفس کو بھی امانگی سے

اطمینان کی طرف لاتے ہیں۔ اور ہماری جزو کو سرکشی اور تا فریانی سے روکتے ہیں۔ اور خاک کو لپستی اور پست فطرتی سے بلند می عطا کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس تمام اجزاء کو افراط اور تفریط سے حد اعتدال و توسط میں لے آتے ہیں۔ اس کے بعد بعض فضائل خداوندی سے ان اجزاء کو ترکیب دیکر شخص معین کو بنایا۔ اور انسان کامل کی تشکیل کی ہے۔ اس شخص کے قلب کو جو اس کا خلاصہ اور اس کے وجود کا مرکز ہے مضائقہ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ ہے مضائقہ (پارہ گوشت) کی حقیقت جو ہا نذرہ عبارت بیان کی جا سکتی ہے۔ اور اصل اختیار اللہ سبحانہ کے قبضہ میں ہے۔

اگر کوئی ناقص کہے کہ ہر انسان اپنی دس اجزاء سے مرکب ہے اور انہی کی ترکیب سے ہیئت و طرانی رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب میں یہ دوں گا۔ کہ ہاں ہر انسان اپنی اجزاء سے مرکب ہے۔ لیکن وہ اجزاء پاک اور مطہر نہیں ہوتے ہیں۔ اور ہذب و سلوک کے ذریعہ ماسوا کے تعلقات کی میل سے صاف نہیں ہوتے ہیں۔ بخلاف انسان کامل کے اجزاء کے، کہ وہ فنا اور بقا کے ذریعہ پاک اور پاکیزہ ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ ابھی گذرا ہے۔ کہ ہر انسان میں چونکہ یہ اجزاء متباہن اور متماہز ہیں۔ اور ہر چیز کے بھی احکام و احوال متماہز ہیں۔ اس بناء پر وہ ہرگز ہیئت و صدفانی سے حصہ نہیں رکھتا۔ اور اگر ہیئت و صدفانی رکھتا ہی ہے تو وہ بعض اعتباری ہے۔ نہ کہ حقیقی۔ بخلاف انسان کامل کے اجزاء کے کہ وہ متباہن و تماہز سے لکل کر آپس میں خلط ملط ہو چکے ہیں۔ اور اسکے متماہز احوال و احکام نائل ہو کر ایک شے کا حکم اختیار کر چکے ہیں۔ پس لازماً اس میں ہیئت و صدفانی حقیقی ہوگی نہ اعتباری۔ جس طرح ایک میمون کو مختلف ادویہ سے تیار کرتے ہیں۔ اور رنگ و رنگ کر تمام اجزاء کو ایک دوسری کے ساتھ ملا کر ہیئت و صدفانی ثابت کرتے ہیں۔ اور متباہن احکام سے نکال کر ایک حکم کی طرف لاتے ہیں۔ اس کیلئے کہ سمجھ لو۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ اسے برادر! یہ تمام کمالات جو پارہ گوشت کے نسلے ثابت ہیں۔ مقام قاب قوسین میں ہیں۔ کہ ظاہر میں منظر کے رنگ کا وہم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہاں ظاہر اصل ہے۔ نہ کہ اس کا غفل جو صورت ہے۔ لیکن ظاہر کا شخص آئینہ داری کے رنگ سے پاک اور مبرا نہیں۔ پس قوسین ثابت ہوں گے۔ اس مقام سے اوپر آؤ آؤ فی الکام مقام ہے۔ کہ ظاہر نے منظر کا رنگ نہیں پکڑا ہے۔ اور کوئی امر نادر بھی اس میں غفل میں نہیں آتا۔ پس قوسین وہاں مفقود ہوں گے۔ اور ایک رنگ کے سوا اس جگہ اور کچھ متصور نہ ہوگا۔ جو آؤ آؤ فی الکام کے مقام کے مناسب ہو۔ اور اس مقام کا معاملہ علیحدہ ہے۔ بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ تب جا کر قوسین سے آؤ آؤ فی النک وصول میسر آسکتا ہے۔ اور ہمارا کلام اشارات و رموز اور بشارات اور نذرانے ہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ سِرِّهِۦ وَتَعَالٰی عَلٰی سِرِّهِۦ مَا تُحِيطُوْنَ بِصُغْرِ كَلَمٰتِهِۦ وَبَارِكْ

مکتوب نمبر ۲۲

مولانا محمد صادق کشمیری کی طرف صلاہ فرمایا

حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل شہر سرحد کی اکثر شہروں پر فیض کے بیان میں۔ اور اپنی رابلس گاہ میں ایک نور کا مشاہدہ کرنا۔ کہ اس کی شان و جہت کی کسی کو بوجہ نصیب نہیں ہوئی۔ اور وہ زمین کچھ عرصہ بعد محمد دم زدہ کلاں خواجہ محمد صادق قدس سرہ کا روضہ مقدسہ بن گئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اٰصْطَفٰی

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت اور بعد ازاں اس کے حبیب پاک علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والحقہ والبرکۃ، بلکہ سرحد گویا میرے زندہ کرنے کا مقام ہے۔ کہ میرے لئے ایک گہرے کٹوس کو پر کر کے ایک بلند چوترہ بنایا گیا ہے۔ اور اُسے اکثر بلاد اور ملکوں پر بلندی اور رفعت عطا کی ہے۔ اور ایک نور اس زمین میں امانت رکھا گیا ہے۔ جو بے صفعتی اور بے کیفی کے نور سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس طرح بیت اللہ کی مقدس زمین سے نور روشن و درخشاں ہے۔

میرے بڑے فرزند کی وفات کے چند ماہ بعد ایک بلند روشن نور دکھایا گیا۔ کہ کسی صفت و شان سے اس کی بڑی طرف بھی راستہ نہیں پایا۔ اور وہ کیفیات سے مبرا اور منزہ ہے۔ مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ وہ زمین میرا دفن بنے۔ اور وہ نور میری قبر پر روشن ہو۔ اس بات کو میں نے اپنے فرزند اعظم کے سامنے جو صاحب راز تھا، ظاہر کیا۔ اور اس نور اور اس آرزو سے مطلع کیا۔ اتفاق سے میرا فرزند ہی اس دولت کے ساتھ سبقت لے گیا۔ اور پردہ خاک میں اس نور سے دریا میں غرق ہو گیا۔

ہٰذَا لَا رُبَّابِ الشَّعِیْمِ لَعِیْنُہَا
وَلَمَّا شَقِی الْمَسْکِیْنِ مَا یَجْرَعُ

لے نعمت والوں کو نصیب گوارا ہوں۔ اور عاشقِ ملیں کے لئے وہی ہے جو وہ دلوں کے ٹھونڈی رہا ہے۔

یہ بات بھی اس بلکہ معتبر کی فضیلت میں ہے۔ کہ میرے سب سے بڑے صاحبزادہ جو اکابر ولیاء اللہ میں سے ہے۔ یہاں آسودہ خاک ہے۔ اور ایک مدت کے بعد ظاہر ہوا۔ کہ اس جگہ امانت رکھا ہوا نور اس فقیر کے انوار قلبیہ کے نور کا معد ہے۔ جسے یہاں سے لیکر اس زمین میں روشن کیا ہے جس طرح ایک چراغ بڑی مشعل سے روشن کرتے ہیں۔

”آپ فرمادیں سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے“

مُبْتَخَانَ رَبِّكَ الْعِزَّةَ عَنَّا يَصْفُونَ وَسَلَامٌ

عَلَى الْمُرْتَدِّينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

مکتوب نمبر ۲۳

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ (اللہ اسے سالم اور باقی رکھے اور

اسے اسکی آرزو کی تمام حاجتیں پھیلے) کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ عمدہ کام روشن سنت کی اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب ہے اور اس

امر کے بیان میں کہ طریقہ نقشبندیہ کو دوسرے طریقوں پر فضیلت صاحب شریعت علیہ وسلم

آدم الصلوٰۃ والسلام والحقہ کی اتباع اور عزیمت پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور اس

بلند طریقہ نقشبندیہ کی مدح و ثنا، اور اس کے مناسب امور کے بیان میں،

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى“ جو

نصیحت فرزند عزیز اللہ سبحانہ اسے نامناسب کاموں سے محفوظ رکھے۔ اور دوسرے تمام دوستوں کو

کی جاتی ہے۔ وہ روشن سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقہ کی اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے

اجتناب ہے۔ اسلام اس زمانہ میں عزیز ہو چکا ہے۔ اور مسلمان مغرب ہو چکے ہیں۔ اور روز بروز

مکڑوں سے مکڑو تر ہوتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ آجائے گا۔ کہ زمین پر اللہ کا نام لینے والا نہ

رہے۔ اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔

سعادت مند وہ ہے۔ جو اس عزیز اسلام کے زمانہ میں چھوڑی ہوئی سنتوں میں سے کسی سنت کو

نہا کرے اور مروجہ بدعات میں سے کسی بدعت کو مارے اور ختم کرے۔ یہ وہ وقت ہے کہ حضرت

خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو ایک ہزار برس گزر چکا ہے۔ اور قیامت کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ اول زمانہ نبوت کے دور ہونے کے باعث سنت پوشیدہ ہو چکی ہے۔ اور کذب اور جھوٹ کے عام ہونے کے باعث بدعت ملوہ گر ہو چکی ہے۔ کسی شہاز کی ضرورت ہے۔ جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا مردوج ہونا دین کی ویرانی کا موجب ہے۔ اور بدعتی کی تعلیم اسلام کو مٹانے کا باعث ہے۔ حدیث

مَنْ وَفَّرَ ضَرَابَتَ بَذْنَةٍ فَقَدْ أَفْسَدَ عَلَى خَلْقِهِ دِيَارَهُ مَسْلَاً
جس نے بدعتی کی تعلیم کی ۱۰ اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

لحی ہوگی۔ پوری ہمت اور پورے ارادے کیا تھے سنتوں میں سے کسی سنت کو رواج دینے اور بچانے میں سے کسی بدعت کو ختم کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

ہر وقت خصوصاً آج کل کو منفعہ اسلام کا زمانہ ہے۔ نشانات اسلام کا قائم کرنا سنت کی ترویج اور بدعت کی تخریب سے وابستہ ہے۔ گذشتہ لوگوں نے بدعت میں حسن دیکھا ہوگا۔ تب ہی تو انہوں نے بدعت کے بعض افراد کو مستحسن کہا ہے لیکن یہ فقیر اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافقت نہیں کرتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں کہتا۔ اور اس میں ظلمت و کمورت کے سوا کچھ احساس نہیں کرتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

كُلُّ بَذْعَةٍ ضَلَالَةٌ
ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور یہ فقیر یہ پاتا ہے۔ کہ اسلام کی سلامتی سنت کے بچا لانے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اس کی خرابی اور ویرانی بدعت کے ارتکاب میں ہے۔ چاہے جو بدعت بھی ہو۔ یہ فقیر بدعت کو کبھی کی طرح جانتا ہے۔ جو اسلام کی بنیاد کو گرائی ہے۔ اور سنت کو روشن تارے کی طرح پاتا ہوں جو تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ علمائے وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حسنہ نہ کہیں اور کسی بدعت کے ارتکاب کا فتویٰ نہ دیں۔ اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں سپیدہ صبح کی طرح دکھائی دے گی مگر شیطانی آرائشوں کو غیر سنت میں غلبہ عظیم حاصل ہے۔ گذشتہ زمانوں میں جب کہ اسلام قوی تھا۔ بدعت کی تاریکیوں کو برداشت کر سکتا تھا۔ اور شاید کہ نور اسلام کی روشنی میں بعض اشخاص کو بعض تاریکیاں نورانی عسوں ہوئی

۱۔ رہتی فی شعب الایمان،

۲۔ مسلم شریف،

ہوں۔ اور اس وجہ سے اُن کے سہمہ ہونے کا حکم لگایا ہو۔ اگرچہ فی الحقیقت اس میں کچھ بھی حسن و نورانیت نہیں تھی۔ بخلاف اس وقت کے کہ مصلحت اسلام کا وقت ہے۔ بدعات کی تاریکیوں کے برداشت کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور یہاں متقدمین اور متاخرین کا فتویٰ ہماری نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر وقت کے احکام علیحدہ ہوتے ہیں۔

اس وقت جہاں کثرت سے بدعت کے ظہور کے باعث دریلئے ظلمات کی طرح نظر آتا ہے۔ اور سنت کا نور غریب اور جہالت کی بنا پر اس تاریک حیرا میں جگنو کی طرح لٹکائی رہتا ہے اور بدعت کا عمل اس ظلمت کو اور زیادہ کرتا ہے۔ اور سنت کے نور کو کم کرتا ہے۔ اور سنت پر عمل اس تاریکی کے کم کرنے اور اس نور کی زیادتی کا باعث ہے۔ تو جو چاہے بدعت کی تاریکی کو زیادہ کرے اور جو چاہے وہ سنت کے نور کو زیادہ کرے۔ اور جن کا دل چاہے شیطان کے گروہ کو بڑھائے اور جن کا دل چاہے اللہ کے گروہ کے اضافے کا سبب بنے۔ سن لو۔ بیشک شیطان کا گروہ ہی خسار سے میں ہے۔ سن لو۔ بیشک اللہ کا گروہ ہی فلاح و نجات پانے والا ہے۔

اور صوفیہ وقت بھی اگر انصاف کریں اور مصلحت اسلام اور جھوٹ کے عام ہونے کا لحاظ کریں۔ تو چاہیے کہ سنت کے سوا کسی بات میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں۔ اور مختصر اسرار کو مشائخ کے عمل کا ہاتھ بنا کر اپنی عادت نہ بنائیں۔ اتباع سنت ہی البتہ نجات و ہندہ اور خیرات و برکات کی شمر ہے اور غیر سنت میں تقلید خطر و خطر ہے۔

وَمَا عَلَى الرِّمِّ كُلِّ إِلَّا التَّبَسُّلُ وَ الْقَصْدُ بِمَنْ يَدِينُ فِي ذَمِّ دَرِيءٍ

ہمارے پیروں کو ہماری طرف سے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ کہ ہم صحیحے آنے والوں کو امور مبتدعہ کے بجالانے کا حکم نہیں دیا۔ اور اپنی تقلید سے ہلاک کن تاریکیوں میں نہیں ڈالا۔ اور سنت کے سوا کوئی راستہ ہمیں نہیں دکھایا گیا۔ اور صاحب شریعت علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام و امتیہ کی اتباع اور عزیمت پر عمل کے ہوا اور کوئی بدعت نہیں فرمائی۔ اس بنا پر لادنا ان بزرگوں کا مسلسل بند ہے۔ اور ان کے وصول کا چوترا مرتفع واقع ہوا ہے۔ یہی ہمیں جنہوں نے سماع و رقص کو اپنے پاؤں تھے روند ڈالا ہے۔ اور وجد اور تواجد کو انکی شہادت سے روک کر ڈالا ہے۔ دوسروں کا کثرت و مشہور دان بزرگوں کے نزدیک ماسوا میں داخل ہے۔ اور ان کا معلوم و متخیل نفس کے قابل ہے ان اکابر کا معاملہ دید و دانش سے ماوراء ہے۔ اور معلوم و متخیل سے بھی ماوراء ہے۔ نیز تعلیمات و ظہورات اور مکاشفات و معانیات سے بھی ماوراء ہے۔